اٰیاتھا ۷۸ ۔ سُوۡرَۃُ الۡحَجِّ مَدَنِیَّۃٌ ۲۲ ۔ رکوعاتھا ۱۰

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۂ حج مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے سورۂ حج مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ حج مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی لیکن اسکی یہ چار آیات مکی ہیں: وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ وَّ لَا نَبِیٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤی اَلۡقَی الشَّیۡطٰنُ فِیۡۤ اُمۡنِیَّتِهٖ ۚ فَیَنۡسَخُ اللّٰهُ مَا یُلۡقِی الشَّیۡطٰنُ ثُمَّ یُحۡكِمُ اللّٰهُ اٰیٰتِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیۡمٌ حَكِیۡمٌ ﴿ۙ۵۲﴾ لِّیَجۡعَلَ مَا یُلۡقِی الشَّیۡطٰنُ فِتۡنَةً لِّلَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ وَّ الۡقَاسِیَةِ قُلُوۡبُهُمۡ ؕ وَ اِنَّ الظّٰلِمِیۡنَ لَفِیۡ شِقَاقٍۭ بَعِیۡدٍ ﴿ۙ۵۳﴾ وَّ لِیَعۡلَمَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ اَنَّهُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّكَ فَیُؤۡمِنُوۡا بِهٖ فَتُخۡبِتَ لَهٗ قُلُوۡبُهُمۡ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۵۴﴾ وَ لَا یَزَالُ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا فِیۡ مِرۡیَةٍ مِّنۡهُ حَتّٰی تَاۡتِیَهُمُ السَّاعَةُ بَغۡتَةً اَوۡ یَاۡتِیَهُمۡ عَذَابُ یَوۡمٍ عَقِیۡمٍ ﴿۵۵﴾

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، حاکم اور بیہقی نے اپنی سنن میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا سورۂ الحج کو تمام قرآن پر دو سجدوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے؟ فرمایا ہاں جو ان دو سجدوں کو ادا نہ کرے وہ ان کی تلاوت بھی نہ کرے۔ (1)

امام ابوداؤد نے المراسیل میں اور البیہقی رحمہما اللہ نے حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سورۂ حج کو سارے قرآن پر دو سجدوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، الاسماعیلی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ سورۂ حج میں دو سجدے کرتے تھے اور فرماتے تھے: اس سورت کو تمام سورتوں پر دو سجدوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان دونوں حضرات نے سورۂ حج میں دو سجدے کیے۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابوالعالیہ کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سورۂ حج میں دو سجدے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حج میں صرف ایک سجدہ ہے اور وہ پہلا سجدہ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوالعریان المجاشعی سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس نے فرمایا: حج میں صرف ایک سجدہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمۡ ۚ اِنَّ زَلۡزَلَةَ السَّاعَةِ شَیۡءٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱﴾ یَوۡمَ

1۔ سنن ترمذی، ابواب الصلوٰۃ، جلد 2، صفحہ 471 (578)، دارالکتب العلمیہ بیروت

تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝

"اے لوگو! ڈرو اپنے پروردگار (کی ناراضگی) سے، بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے۔ جس روز تم اس (کی ہولناکیوں) کو دیکھو گے، تو غافل ہو جائے گی ہر دودھ پلانے والی (ماں) اس (لخت جگر) سے جس کو اس نے دودھ پلایا اور گرا دے گی ہر حاملہ اپنے حمل کو اور تجھے نظر آئیں گے لوگ جیسے وہ نشہ میں مست ہوں حالانکہ وہ نشہ میں مست نہیں ہوں گے بلکہ عذاب الٰہی بڑا سخت ہوگا (وہ اس کی ہیبت سے حواس باختہ ہوں گے)"۔

امام سعید بن منصور، احمد، عبد بن حمید، ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ نے کئی طرق سے الحسن وغیرہ سے روایت کیا ہے کہ عمران بن حصین نے فرمایا: جب یہ دو آیات نازل ہوئیں جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے، فرمایا (جس دن کا ان آیات میں ذکر ہے) کیا تم جانتے ہو کہ وہ کون سا دن ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں؟ فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو فرمائے گا (اپنی اولاد میں سے) دوزخ کے لیے حصہ بھیجو! آدم علیہ السلام عرض کریں گے یا رب! کیا حصہ دوزخ کے لیے؟ ارشاد ہوگا ایک ہزار میں سے نوسو ننانوے دوزخ کے لیے اور ایک جنت کے لیے۔ صحابہ کرام نے یہ ارشاد سن کر رونا شروع کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ایسے اعمال کرو) جو باعث قرب الٰہی ہوں اور سیدھی راہ پر چلو، کبھی نبوت نہیں آئی مگر اس سے پہلے جاہلیت تھی۔ پس سب سے پہلے جاہلیت سے یہ تعداد لی جائے گی۔ اگر (دوزخ کی یہ تعداد) مکمل ہوگئی تو فبہا ورنہ منافقین سے پوری کی جائے گی اور تمہاری مثل (کفار کے مقابلہ میں) اس طرح ہوگی جیسے جانور کے پاؤں میں دوسرے رنگ کا نشان، یا اونٹ کے پہلو میں کوئی نشان۔ پھر فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ تم اہل جنت کا چوتھائی ہو گے، صحابہ کرام نے یہ سن کر اللہ اکبر کہا پھر فرمایا میں امید کرتا ہوں تم اہل جنت کا تہائی ہو گے، صحابہ نے پھر نعرہ تکبیر بلند کیا۔ پھر فرمایا میں امید کرتا ہوں تم اہل جنت کا نصف ہو گے، صحابہ کرام نے پھر نعرہ تکبیر بلند کیا۔ راوی فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں دو ثلث فرمایا یا نہیں۔ (1)

امام ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں موجود تھے، آپ چلنے میں صحابہ کرام سے علیحدہ ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے یہ دو آیات: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ تلاوت فرمائیں، صحابہ کرام نے یہ آیات سن کر سواریاں بٹھا دیں اور وہ آپ کے ان ارشاد سے

1۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 302 (3168)، دار الکتب العلمیہ بیروت

پہچان گئے کہ آپ کچھ ارشاد فرمانے والے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے یہ کون سا دن ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو ارشاد فرمائے گا اے آدم! (اپنی اولاد سے) دوزخ کا حصہ بھیجو، آدم علیہ السلام عرض کریں گے یا رب! آگ کا حصہ کتنا ہے؟ ارشاد ہو گا ہزار میں سے نوسوننانوے آگ کے لیے اور ایک جنت کے لیے۔ صحابہ کرام انتہائی پریشان ہوئے حتی کہ کوئی ہنسی وغیرہ نہ ہوئی، جب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کی پریشانی دیکھی تو فرمایا: نیک اعمال کرو اور خوش ہو جاؤ، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! بے شک تم دو مخلوقوں کے ساتھ ہو اور وہ دونوں مخلوقیں ہر مخلوق سے زیادہ ہیں اور وہ یاجوج و ماجوج ہیں اور جو اولاد آدم میں سے اور اولاد ابلیس میں سے فوت ہو گئے ہیں، صحابہ کرام سے وہ پہلی کیفیت ختم ہو گئی۔ فرمایا نیک عمل کرو اور خوش ہو جاؤ، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! تم لوگوں میں اس طرح ہو جیسے اونٹ کے پہلو میں کوئی نشان، یا کسی اور جانور کے بازو پر کسی دوسرے رنگ کا داغ۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوۃ العسرۃ سے واپس تشریف لائے اور صحابہ کرام ایک ساتھ تھے، جب کہ وہ مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ آپ ﷺ نے آیت يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُوا۟ رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ ٱلسَّاعَةِ شَىْءٌ عَظِيمٌ (الآیہ) تلاوت فرمائی۔ پھر مذکورہ حدیث کی طرح روایت فرمائی مگر ان کی روایت میں یہ زائد ہے: ہر دو رسولوں کے درمیان جاہلیت کا زمانہ ہوتا ہے، وہ دوزخی ہیں اور تم دو مخلوقوں کے درمیان ہو، وہ اہل زمین کی ہر مخلوق سے زیادہ ہیں اور وہ یاجوج و ماجوج ہیں اور وہ دوزخی ہیں اور (دوزخ کی مخصوص تعداد ان سے پوری نہ ہوئی) تو منافقین سے پوری کی جائے گی۔ (2)

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیات نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئیں جب کہ آپ سفر میں تھے، آپ نے بلند آواز سے ان کو پڑھا حتی کہ صحابہ کرام آپ کی طرف لوٹ آئے، فرمایا کیا تم جانتے ہو (جس دن کا ذکر ان آیات میں ہے) وہ کون سا دن ہے؟ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم! اٹھو اور ہر ہزار میں سے نوسوننانوے دوزخ کے لیے بھیجو، آپ ﷺ کا یہ کلام سن کر صحابہ کرام بڑے پریشان ہوئے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سیدھے چلو، قرب الٰہی کا باعث بننے والے اعمال کرو اور خوش ہو جاؤ، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! تم لوگوں میں اس طرح ہو جیسے اونٹ کے پہلو میں کوئی نشان یا گھوڑے کے بازو میں کوئی دوسرے رنگ کا نشان اور تمہارے ساتھ دو اور مخلوقیں ہیں جو ہر چیز سے زیادہ ہیں۔ وہ یاجوج و ماجوج اور جنوں اور انسانوں میں سے کافر ہیں جو ہلاک ہو چکے ہیں۔ (3)

امام البزار، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے

1۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 303 (3169)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 131، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 132

فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی جب کہ صحابہ کرام آپ ﷺ کے پاس موجود تھے: یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ۔ فرمایا کیا تم جانتے ہو وہ کون سا دن ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم! اٹھو اور دوزخ کا حصہ بھیجو۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے: یارب! وہ کتنا ہے؟ ارشاد ہوگا ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے دوزخ کی طرف بھیجو اور ایک جنت کی طرف بھیجو، صحابہ کرام پر یہ کلام بڑا گراں گزرا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ تم اہل جنت کا نصف ہو۔ پھر فرمایا نیک عمل کرو اور خوش ہو جاؤ، تم دو مخلوقوں کے درمیان ہو، وہ دونوں ہر مخلوق سے زیادہ ہیں، وہ یاجوج و ماجوج ہیں، تم دوسری امتوں میں اس طرح ہو جیسے اونٹ کے پہلو میں کوئی نشان یا جانور کے بازو پر نشان اور میری امت ہزار اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے ابن عباس فرماتے ہیں: ہم غزوہ بنی مصطلق کے سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں، جب یہ نازل ہوئیں تو آپ اونٹنی پر کھڑے تھے۔ پھر آپ نے بلند آواز سے یہ تلاوت فرمائیں، آپ ﷺ نے صحابہ کرام کے سامنے یہ آیات تلاوت فرمائیں پھر پوچھا کیا تم جانتے وہ کون سا دن ہے (جس کا ذکر ان آیات میں ہے؟) صحابہ کرام نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام سے فرمائے گا اے آدم! اپنی اولاد میں سے دوزخ کا حصہ بھیجو، آدم علیہ السلام عرض کریں گے یارب! وہ کتنا ہے؟ ارشاد ہوگا ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے دوزخ کی طرف بھیجو اور ایک جنت کی طرف بھیجو۔ مسلمان سخت رونے لگے اور ان کی حالت پریشان کن ہوگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! تم امتوں میں اس طرح ہو جیسے کالی بکری میں ایک سفید بال اور میں امید کرتا ہوں کہ تم اہل جنت کا نصف ہو بلکہ میں امید کرتا ہوں تم اہل جنت کا دو تہائی ہو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنے ایک سفر میں تھے۔ پھر انہوں نے مذکورہ حدیث بیان کی ہے۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا اے آدم! دوزخ کے لیے حصہ بھیجو، آدم علیہ السلام عرض کریں گے یارب! وہ حصہ کتنا ہے؟ ارشاد ہوگا ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے، اس وقت بچہ بوڑھا ہو جائے گا اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا دے گی اور تو لوگوں کو نشہ میں مست دیکھے گا، وہ نشہ میں مست نہ ہوں گے بلکہ عذاب الٰہی بڑا سخت ہوگا (وہ اس کی ہیبت سے حواس باختہ ہوں گے)۔ صحابہ کرام پر یہ بات بڑی شاق گزری۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے تو پھر ایک بچے گا۔ ہم میں سے وہ ایک کون ہوگا۔ فرمایا یاجوج و ماجوج ہزار اور تم میں سے ایک۔ اور تم امتوں میں اس طرح ہو جیسے سفید بیل میں ایک سیاہ بال۔ یا فرمایا سیاہ بیل میں سفید بال۔(1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 131

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ سے مراد وہ زلزلہ ہے جو قیامت سے پہلے آئے گا۔(1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۞ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ تلاوت کی اور فرمایا یہ زلزلہ دنیا میں قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر نے عبید بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ یہ تمام اشیاء دنیا میں قیامت سے پہلے وقوع پذیر ہوں گی۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ قیامت کا زلزلہ، قیامت کی نشانی ہے۔(2)

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید سے روایت کیا ہے: زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ یعنی قیامت کا زلزلہ قیامت کے دن کے آغاز میں ہوگا اور ہر دودھ پلانے والی اپنے بچے کو اس مصیبت کی وجہ سے چھوڑ دے گی جو اس وقت اس پر نازل ہو چکی ہوگی۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان سے تَذْهَلُ کا مطلب تَغْفُلُ روایت کیا ہے یعنی ماں بچے سے غافل ہو جائے گی۔

امام ابن جریر نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ عورت نے اپنی اولاد کا دودھ چھڑایا نہ ہوگا لیکن وہ پھر بھی بچے سے غافل ہو جائے گی اور حاملہ عورتیں اپنے حمل گرا دیں گی حالانکہ ابھی وہ مکمل نہ ہوئے ہوں گے اور لوگ خوف کی وجہ سے نشہ میں مست نظر آئیں گے، حالانکہ وہ کسی شراب کی وجہ سے مست نہ ہوں گے بلکہ عذاب الٰہی شدید ہوگا اس کی ہیبت سے مدہوش ہوں گے۔

امام طبرانی، حاکم، ابن مردویہ، ابوالحسن اور احمد بن یزید الحلوانی نے کتاب الحروب میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا: وَتَرَى النَّاسَ سُكْرٰى وَمَا هُمْ بِسُكْرٰى (4)

ابن مردویہ، ابوالحسن الحلوانی اور الحافظ عبدالغنی بن سعید نے ایضاح الاشکال میں ابو سعید سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وَتَرَى النَّاسَ سُكْرٰى وَمَا هُمْ بِسُكْرٰى کی تلاوت فرمائی، الاعمش فرماتے ہیں: یہ ہماری قرأت ہے۔

امام سعید بن منصور نے حضرت حذیفہ سے روایت کیا ہے کہ وہ وَتَرَى النَّاسَ سُكْرٰى وَمَا هُمْ بِسُكْرٰى پڑھتے تھے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بھی اسی طرح پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو نہیک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ وَتُرَى النَّاسَ پڑھتے تھے یعنی تُرَى بمعنی تحسب ہے، فرماتے ہیں اگر النَّاسَ کو منصوب پڑھیں تو سکاری دوسرا مفعول ہوگا لیکن تُرَى بمعنی تحسب ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الربیع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قیامت کے وقوع کے وقت لوگوں کی یہ حالت ہوگی بڑا نشہ میں مست نظر آئے گا، بچہ بوڑھا ہو جائے گا اور حاملہ عورتیں اپنے حمل گرا دیں گی۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ وہ شراب کی وجہ سے مست نہ ہوں گے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 129 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 132
4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 418 (3451)، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 135

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ يَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ③
كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَ يَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ④

"اور بعض ایسے لوگ ہیں جو جھگڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں علم کے بغیر اور پیروی کرتے ہیں ہر سرکش شیطان کی۔ جس کے مقدر میں لکھا جا چکا ہے کہ جو اس کو دوست بنائے گا تو وہ اسے گمراہ کر کے رہے گا اور راہ دکھائے گا اسے بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب کی طرف"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ یہ آیت کریمہ النضر بن الحارث کے حق میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَّ يَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ کے تحت روایت کیا ہے: جو اللہ تعالیٰ نافرمانیوں پر سرکشی کرتا ہے اسے مرید کہتے ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ كُتِبَ عَلَيْهِ میں عَلَيْهِ کی ضمیر کا مرجع شَيْطٰنٍ ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عَلَيْهِ کی ضمیر کا مرجع شَيْطٰنٍ ہے تَوَلَّاهُ کا معنی اِتَّبَعَهٗ (اتباع کی) ہے۔(3)

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّ غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ؕ وَ نُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ۚ وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ وَ تَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ وَ اَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيْجٍ ⑤

"اے لوگو! اگر تمہیں کچھ شک ہو (روز محشر) جی اٹھنے میں تو ذرا اس امر پر غور کرو کہ ہم نے ہی پیدا کیا تھا تمہیں مٹی سے پھر نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے پھر گوشت کے ٹکڑے سے، بعض کی تخلیق مکمل ہوتی ہے اور بعض

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 136 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

کی نامکمل تا کہ ہم ظاہر فرمادیں تمہارے لیے (اپنی قدرت کا کمال) اور ہم قرار بخشتے ہیں رحموں میں جسے ہم چاہتے ہیں ایک مقررہ میعاد تک پھر ہم نکالتے ہیں تمہیں بچہ بنا کر پھر (پرورش کرتے ہیں تمہاری) تا کہ تم پہنچ جاؤ اپنے شباب کو اور تم میں سے کچھ (پہلے) فوت ہو جاتے ہیں اور تم میں سے بعض کو پہنچا دیا جاتا ہے نکمی عمر تک تا کہ وہ کچھ نہ جانے ہر چیز کو جاننے کے بعد اور تو دیکھتا ہے کہ زمین خشک پڑی ہے پھر جب ہم اتارتے ہیں اس پر (بارش کا) پانی تو وہ تر و تازہ ہو جاتی ہے اور پھولتی ہے اور اگاتی ہے ہر خوش نما جوڑے کو"۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں اور آپ سے سچ کہا گیا ہے) تم میں سے ہر ایک کی تخلیق اس طرح ہے کہ پہلے چالیس دن اس کی ماں کے پیٹ میں نطفہ کے طور پر جمع کیا جاتا ہے، پھر اتنی مدت جمے ہوئے خون میں رکھا جاتا ہے۔ پھر اتنی ہی مدت گوشت کے ٹکڑے کی صورت میں رکھا جاتا ہے، پھر اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے، اسے چار چیزوں کے لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ وہ فرشتہ اس انسان کا رزق، عمر، عمل اور شقی (بدبخت) یا سعید ہونا لکھتا ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے! تم میں سے کوئی اہل جنت کے عمل جیسا عمل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ پس نوشتۂ تقدیر سبقت لے جاتا ہے، وہ (آخر میں) کوئی دوزخیوں والا عمل کرتا ہے تو وہ دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ بے شک تم میں سے کوئی دوزخیوں والا عمل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے، نوشتۂ تقدیر اس پر غالب آجاتا ہے وہ اہل جنت والا کوئی عمل کرتا ہے تو وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔(1)

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نطفہ، چالیس دن رحم میں اپنی حالت پر رہتا ہے، اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، چالیس دن گزر جاتے ہیں تو وہ جمے ہوئے خون میں بدل جاتا ہے، پھر اسی طرح (چالیس دن) کے بعد گوشت کا ٹکڑا بن جاتا ہے۔ پھر اسی طرح اس کی ہڈیاں بن جاتی ہیں۔ پھر اللہ جب اس کی تخلیق کو مکمل کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے، وہ فرشتہ پوچھتا ہے یارب! مذکر یا مونث؟ شقی یا سعید، چھوٹا یا لمبا، ناقص یا مکمل؟ اس کی خوراک، اس کی عمر، صحیح یا بیمار؟ یہ سب چیزیں وہ فرشتہ لکھتا ہے۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نطفہ جب رحم میں قرار پذیر ہو جاتا ہے تو ارحام پر متعین فرشتہ اسے ہاتھ میں لے کر کہتا ہے: اے پروردگار! یہ مخلقہ (جس کی خلقت مکمل ہو) یا غیر مخلقہ؟ (جس کی خلقت مکمل نہ ہو) اگر رب کریم فرمادے کہ یہ غیر مخلقہ ہے تو رحم اسے خون کی صورت میں پھینک دیتا ہے اور اس میں جان نہیں پڑتی اور اگر رب کریم مخلقہ فرمادے تو پھر فرشتہ عرض کرتا ہے کیا یہ مذکر ہے یا مونث؟ یہ شقی ہے یا سعید، اس کی عمر کتنی ہوگی اس کا عمل کیا ہوگا اور اس کا رزق کیسا ہوگا اور یہ کس زمین میں مرے گا۔ پھر نطفہ سے پوچھا جاتا

1۔ سنن ترمذی، باب ماجاء ان الاعمال بالخواتیم، جلد 4، صفحہ 388 (2137)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے اللہ، پھر سوال کیا جاتا ہے تیرا رازق کون ہے؟ وہ کہتا ہے اللہ! پھر فرشتے کو کہا جاتا ہے لوح محفوظ کی طرف جاؤ، تمہیں اس میں اس نطفہ کی پوری تفصیلات ملیں گی، پس پھر اس نطفہ کی تخلیق کی جاتی ہے، وہ اس عمر میں زندگی گزارتا ہے (جو فرشتے کے پاس لکھی ہوئی ہوتی ہے) اپنا وہی لکھا ہوا رزق کھاتا ہے۔ اسی نوشتہ تقدیر کے مطابق چلتا ہے۔ حتی کہ جب اس کی عمر پوری ہو جاتی ہے تو مر جاتا ہے۔ پھر اس مکان میں دفن کیا جاتا ہے (جہاں کی مٹی سے تخلیق کیا گیا ہوتا ہے)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب نطفہ رحم میں قرار پذیر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے۔ وہ فرشتہ عرض کرتا ہے یارب مخلقة یا غیر مخلقة؟ اگر اللہ تعالیٰ غیر مخلقة فرماتا ہے تو رحم اسے خون کی صورت میں پھینک دیتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ مخلقة فرماتا ہے تو پھر فرشتہ پوچھتا ہے یارب! اس نطفہ کی صفت کیا ہے؟ مذکر یا مونث، اس کا رزق کیا ہے؟ اس کی عمر کتنی ہے؟ کیا یہ شقی ہے یا سعید ہے؟ ارشاد ہوتا ہے لوح محفوظ کی طرف جاؤ اور وہاں سے اس نطفہ کی یہ صفات نقل کر لے۔ وہ فرشتہ جاتا ہے اور لوح محفوظ سے یہ تمام امور لکھ لیتا ہے۔ پس وہ آخری مرحلہ تک اس کے ساتھ رہتا ہے۔ (1)

امام احمد، بخاری، مسلم، اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ رحم پر ایک فرشتہ مقرر فرماتا ہے۔ وہ فرشتہ پوچھتا ہے: یارب انطفة؟ یارب اعلقة؟ یا رب امضغة؟ جب اللہ تعالیٰ اس کی تخلیق کا ارادہ فرماتا ہے تو فرشتہ عرض کرتا ہے یارب اشقی یا سعید، مذکر یا مونث؟ اس کا رزق کیا ہے، اس کی عمر کتنی ہے؟ پس یہ تمام چیزیں فرشتہ ماں کے پیٹ میں لکھ دیتا ہے۔ (2)

امام احمد، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دو کانوں کے ساتھ یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نطفہ رحم میں چالیس راتیں ٹھہرتا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ نطفہ پر بیالیس راتیں گزرتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف فرشتہ بھیجتا ہے، پس وہ اس کی تصویر بناتا ہے، وہ اس کے کان، آنکھیں، جلد، گوشت، ہڈیاں بناتا ہے۔ پھر فرشتہ پوچھتا ہے یارب! مذکر یا مونث؟ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے اور فرشتہ اسے لکھ لیتا ہے، پھر فرشتہ پوچھتا ہے یارب! اس کی عمر کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے ارشاد فرماتا ہے: فرشتہ اسے بھی لکھ لیتا ہے۔ پھر فرشتہ پوچھتا ہے یارب! اس کا رزق کتنا ہے؟ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے۔ فرشتہ اسے بھی لکھ دیتا ہے۔ پھر فرشتہ صحیفہ اپنے ہاتھ سے نکال دیتا ہے، پھر اس میں نہ زیادتی ہوتی ہے اور نہ کمی ہوتی ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ فرشتہ نطفہ پر اس وقت داخل ہوتا ہے جب وہ رحم میں چالیس راتیں یا پینتالیس راتیں قرار پذیر ہو جاتا ہے۔ فرشتہ عرض کرتا ہے یارب! اشقی یا سعید؟ پس ارشاد الٰہی کے مطابق ہر ایک صورت لکھی جاتی ہے۔ پھر فرشتہ پوچھتا ہے یا رب! امذکر یا مونث، پس فیصلہ الہیہ کے مطابق اسے لکھا جاتا ہے پس فرشتہ اس کا عمل، اس کا اثر، اس کی عمر اور اس کا رزق لکھتا ہے۔ پھر صحیفہ لپیٹ دیتا ہے۔ پھر اس میں نہ زیادتی ہوتی ہے اور نہ کمی ہوتی ہے۔ (3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 137، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب القدر، جلد 16، صفحہ 160 (2646)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 16، صفحہ 159

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: مُّخَلَّقَةٍ وہ ہوتا ہے جو زندہ ہوتا ہے اور غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ وہ ہوتا ہے جو کچا گر جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عَلَقَةٍ خون ہے، مُّضْغَةٍ گوشت ہے، مُّخَلَّقَةٍ وہ بچہ جس کی تخلیق مکمل ہو چکی ہو، غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ جس کی تخلیق مکمل نہ ہو۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مُّخَلَّقَةٍ سے مراد مکمل اور غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ سے مراد نامکمل ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابو العالیہ سے روایت کیا ہے کہ غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ سے مراد کچا گرنے والا بچہ ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے الشعبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب بچہ چوتھی تخلیق (کے مرحلہ) میں داخل ہو جائے تو اس میں روح پھونکی جاتی ہے اور اسے مخلقہ کہتے ہیں اور جب اس سے پہلے ہوتا ہے اسے غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ کہتے ہیں۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے: مُّخَلَّقَةٍ سے مراد جس کی تخلیق مکمل ہو اور غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ جس کی تخلیق مکمل نہ ہو۔ اَجَلٍ مُّسَمًّى سے مراد مدت تمام ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اَجَلٍ مُّسَمًّى سے مراد رحم میں اس کا ٹھہرنا ہے حتی کہ وہ باہر آجائے۔(4)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اس سے مراد وہ بچہ ہے جو مکمل پیدا ہوتا ہے، کچا نہیں گرتا۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ تم اپنی ماں کے پیٹوں میں تھے، ہم نے تجھے اتنے مراحل سے گزار کر نعمت حیات سے نوازا۔ یہ اس لیے ہے تاکہ ظاہر فرمادیں تمہارے لیے اپنی قدرت کی نشانیاں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ هَامِدَةً اس زمین کو کہتے جس پر کوئی نبات نہ ہو۔(5)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایسی زمین کو هَامِدَةً کہتے ہیں جو خشک اور قحط زدہ ہو۔ فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ یعنی جب ہم اپنی رحمت کا اس پر مینہ برساتے ہیں جو اس کی شور یلی اور اونچی جگہ پڑتا ہے تو وہ خوبصورت جوڑے اگاتی ہے۔(6)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بَهِيْجٍ کا معنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حسن (خوش نما) روایت کیا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۶﴾
وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۷﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 138 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 39-138
4۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 139 5۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 140 6۔ ایضاً

"(یہ رنگارنگیاں) اس کی دلیل ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی برحق ہے اور وہی زندہ کرتا ہے مردوں کو اور بلاشبہ وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ اور یقیناً قیامت آنے والی ہے اس میں ذرا شک نہیں اور اللہ تعالیٰ زندہ کر کے اٹھائے گا ان (مردوں) کو جو قبروں میں ہیں"۔

عبد بن حمید، عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں معاذ بن جبل سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو جانتا ہے کہ اللہ عزوجل حق ہے قیامت آنے والی ہے اس میں ذرا شک نہیں اور اللہ تعالیٰ قبور میں موجود لوگوں کو اٹھائے گا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

امام الخطیب اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے اور انہوں نے ابوبکر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: جب آپ صبح کی نماز پڑھتے تو نئے دن، کاتب اور موجود آدمی کو خوش آمدید کہتے۔ فرماتے تم دونوں لکھو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَاَشْهَدُ اَنَّ الدِّيْنَ كَمَا وُصِفَ وَ الْكِتَابَ كَمَا اُنْزِلَ وَاَشْهَدُ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ دین اسی طرح ہے جس طرح اس کا وصف بیان کیا گیا ہے اور کتاب کی وہی شان ہے جو بیان کی گئی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ قیامت آنے والی ہے، اس میں کوئی شک نہیں اور اللہ تعالیٰ قبور میں مدفون مردوں کو اٹھائے گا"۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جو ہر روز ان چار چیزوں کی گواہی دے اللہ تعالیٰ اس سے برائی کو دور کر دے گا: میں گواہی دیتا ہوں اللہ ہی حق مبین ہے، وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، قیامت آنے والی ہے، اس میں ذرا شک نہیں اور اللہ تعالیٰ قبروں میں موجود مردوں کو اٹھائے گا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝٨ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝٩ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝١٠

"اور انسانوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر علم کے اور بغیر کسی دلیل کے اور بغیر کسی روشن کتاب کے۔ (تکبر سے) گردن مروڑے ہوئے تا کہ بہکا دے (دوسروں کو بھی) اللہ تعالیٰ کی راہ سے اس کے لیے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور ہم چکھائیں گے اسے قیامت کے دن جلانے والی آگ کا عذاب۔ (اس روز اسے بتایا جائے گا کہ) یہ سزا ہے اس کی جو تیرے دونوں ہاتھوں نے آگے بھیجا اور بلاشبہ اللہ

تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ان تمام چیزوں سے مراد ایک ہی ہے کیونکہ کسی چیز کو زیادہ کہا جاتا ہے اگر چہ وہ ہوتی ایک ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: ثَانِيَ عِطْفِهٖ سے مراد وہ شخص ہے جو تکبر کی وجہ سے اعراض کرنے والا ہوتا ہے، وہ صرف ایک ہی طرف دیکھتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، ثانی عطفہ فرماتے ہیں: اپنے سر کو ٹیڑھا کرتے ہوئے، اعراض کرتے ہوئے منہ موڑتے ہوئے یہ ارادہ نہیں کرتا کہ وہ بات سنے جو اسے کہی جائے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ثَانِيَ عِطْفِهٖ روایت کیا ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو اپنی گردن کو ٹیڑھا کرتا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو حق سے اعراض کرتا ہے لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ اس سے مراد جنگ بدر میں قتل ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ثَانِيَ عِطْفِهٖ سے مراد نضر بن الحارث ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ثَانِيَ عِطْفِهٖ سے مراد بنی عبد الدار کا ایک شخص ہے۔ میں نے پوچھا اس سے مراد شیبہ ہے؟ فرمایا نہیں۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو نصیحت سے اعراض کرتا ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد متکبر شخص ہے۔(5)

ابن ابی حاتم نے الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے خبر پہنچی ہے کہ ایسے شخصوں کو دن میں ستر ہزار مرتبہ جلایا جائے گا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ⑪ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ⑫ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ⑬ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 143، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 142

3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 143 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 142

الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ ⑭

"اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو عبادت کرتا ہے اللہ کی کنارہ پر (کھڑے کھڑے) پھر اگر پہنچے اسے بھلائی (اس عبادت سے) تو مطمئن ہو جاتا ہے اس سے اور اگر پہنچے کوئی آزمائش تو فوراً (دین سے) منہ موڑ لیتا ہے۔ اس شخص نے برباد کر دی اپنی دنیا اور آخرت، یہی تو کھلا ہوا خسارہ ہے۔ وہ عبادت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی جو نہ ضرر پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع پہنچا سکتا ہے اسے، یہی تو انتہائی گمراہی ہے۔ وہ پوجتا ہے اسے جس کی ضرر رسانی زیادہ قریب ہے اس کی نفع رسانی سے، یہ بہت برا دوست ہے اور بہت برا ساتھی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ داخل کرے گا انہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے باغات میں، رواں ہیں جن کے نیچے نہریں، بے شک اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے"۔

امام بخاری، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰی حَرْفٍ فرماتے ہیں: جب آدمی مدینہ طیبہ آتا اور اس کی بیوی بچہ جنم دیتی اور اس کی گھوڑی بچہ جنم دیتی تو کہتا یہ دین صالح ہے۔ اگر اس کی بیوی بچہ جنم نہ دیتی اور اس کی گھوڑی بچہ جنم نہ دیتی تو کہتا یہ بڑا برا دین ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بدو لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے اور اسلام قبول کر لیتے تھے۔ پھر جب وہ اپنے شہروں کی طرف لوٹتے اور اس سال خوب بارش ہوتی شادابی سے لطف اندوز ہوتے، خوب بچے پیدا ہوتے تو کہتے ہمارا دین بڑا اچھا ہے۔ پس اس کو وہ مضبوطی سے پکڑے رہتے اور اگر انہیں قحط سالی کا سامنا کرنا پڑتا، برے بچے پیدا ہوتے، بارش نہ ہوتی تو کہتے ہمارے اس دین میں کوئی خیر نہیں ہے، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰی حَرْفٍ۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب (ان بدوؤں) میں سے کوئی مدینہ طیبہ آتا اور یہاں اس کا جسم صحیح وسلامت رہتا، اس کی گھوڑی خوب صورت بچہ جنم دیتی، اس کی بیوی بیٹا جنم دیتی تو وہ خوش ہوتا اور مطمئن ہوتا اور کہتا میں نے جب سے دین قبول کیا ہے خیر ہی خیر دیکھی ہے اور اگر پھر کبھی مدینہ طیبہ آتا اور اس کی بیوی بچہ جنم نہ دیتی، صدقہ ملنے میں تاخیر ہو جاتی تو اس کے پاس شیطان آجاتا اور کہتا اللہ کی قسم! میں نے جب سے یہ دین قبول کیا ہے برائی ہی برائی دیکھی ہے اور یہی فتنہ ہے۔ (2)

امام ابن مردویہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک یہودی نے اسلام قبول کیا تو اس کی آنکھیں، اس کا مال اور اس کی اولاد سب ختم ہو گئے۔ اس نے اسلام سے بری فال پکڑی، اس نے کہا یا رسول اللہ! میری بیعت واپس کر دو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام واپس نہیں کیا جاتا۔ اس نے کہا میں نے اس دین میں کوئی خیر نہیں پائی، میری آنکھیں ختم ہو گئیں۔ میرا مال ضائع ہو گیا اور میرے بچے مر گئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 3، صفحہ 100، مطبعۃ المیمنہ مصر
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 144، بیروت

اے یہودی! اسلام (برے) مردوں کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح آگ سونے اور چاندی کے خبث کو پگھلا دیتی ہے۔
اس وقت یہ آیت نازل ہوئی وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّعۡبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرۡفٍ۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عَلٰى حَرۡفٍ کا مطلب علی شک ہے خَيۡرٌ سے مراد خوش حالی اور عافیت ہے۔ اطۡمَاَنَّ بِهٖ قرار پذیر ہوتا ہے اور فِتۡنَةٌ سے مراد عذاب اور مصیبت ہے۔ انۡقَلَبَ عَلٰى وَجۡهِهٖ یعنی مرتد ہو جاتا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آتا۔ اگر اس کا جسم صحیح و سلامت رہتا، متواتر صدقہ و خیرات ملتے رہتے، عورت بیٹا جنم دیتی، گھوڑی بچہ جنم دیتی تو کہتا اللہ کی قسم! یہ دین کتنا اچھا ہے، یہ بابرکت دین محمد ﷺ میں نے پالیا ہے، میں ہمیشہ اپنے جسم اور اپنی اولاد میں اضافہ ہی دیکھتا رہا۔ اور اگر وہ بیمار ہو جاتا صدقہ رک جاتا گھوڑی بچہ جنم نہ دیتی، ضرر اور تنگی سے دوچار ہو جاتا اور عورت بچہ جنم دیتی نہ تو کہتا اللہ کی قسم! برا دین، دین محمد (ﷺ) ہے، اللہ کی قسم! میں تو اپنے جسم، اہل، اولاد اور مال میں نقصان ہی دیکھتا رہا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے الفاظ کا یہ معنی بیان کیا ہے عَلٰى حَرۡفٍ، علی شک۔ فَاِنۡ اَصَابَهٗ خَيۡرُ ۨاطۡمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنۡ اَصَابَتۡهُ فِتۡنَةُ ۨانۡقَلَبَ عَلٰى وَجۡهِهٖ۔ اگر اسے خوش حالی نصیب ہوتی اور پرسکون زندگی ملتی اور خواہشات نفسانی کی تکمیل میسر آتی تو مطمئن رہتا اور کہتا میں حق پر ہوں۔ اور میں جس دین پر ہوں اسے جانتا ہوں فِتۡنَةٌ کا مطلب مصیبت ہے۔ انۡقَلَبَ عَلٰى وَجۡهِهٖ یعنی حق کو چھوڑ دیتا ہے اور معرفت حق کا انکار کر دیتا ہے۔ وہ دنیا و آخرت میں خسارہ اٹھانے والا ہے۔ دنیا میں خسارہ کے اندر اس لیے ہے کہ وہ (اس فانی) دنیا کے لیے پریشان ہوتا ہے اور اس کے لیے خوش ہوتا ہے، اس کے لیے ناراض ہوتا ہے اور اس کے لیے راضی ہوتا ہے۔ دنیا ہی اس کا مقصود، مطلوب اور نیت ہوتی ہے۔ پھر جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کے لیے کوئی ایسی نیکی نہ ہوگی جس کے لیے اسے بھلائی عطا کی جائے۔ یہ الۡخُسۡرَانُ الۡمُبِيۡنُ ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: يَدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ یعنی وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے اور بت کی اطاعت کرتا ہے: يَدۡعُوۡا لَمَنۡ ضَرُّهٗۤ اَقۡرَبُ مِنۡ نَّفۡعِهٖ یعنی دنیا میں بت کی عبادت کی وجہ سے آخرت میں اسے نقصان پہنچے گا۔ لَبِئۡسَ الۡمَوۡلٰى یعنی بت برا دوست ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے الۡمَوۡلٰى کا اور الۡعَشِيۡرُ کا مطلب ساتھی روایت کیا ہے۔(3)

مَنۡ كَانَ يَظُنُّ اَنۡ لَّنۡ يَّـنۡصُرَهُ اللّٰهُ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ فَلۡيَمۡدُدۡ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لۡيَقۡطَعۡ فَلۡيَنۡظُرۡ هَلۡ يُذۡهِبَنَّ كَيۡدُهٗ مَا يَغِيۡظُ ﴿۱۵﴾ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 144، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 399 (1903)، دار الکتب العلمیہ بیروت (قلیل مفہوم) 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 147

كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ۝

"اور جو شخص یہ خیال کیے بیٹھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کی مدد نہیں کرے گا نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں تو اسے چاہیے کہ لٹک جائے ایک رسی کے ذریعے چھت سے پھر (گلے میں پھندا ڈال کر) اسے کاٹ دے پھر دیکھے آیا دور کر دیا ہے اس کی (خودکشی کی) تدبیر نے اس کے غم وغصہ کو۔ اور اسی طرح ہم نے اتارا ہے اس کتاب کو روشن دلیلوں کے ساتھ اور بے شک اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے"۔

امام الفریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ کے تحت روایت کیا ہے کہ جو گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب لبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہیں کرے گا فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ وہ رسی باندھ لے اِلَى السَّمَآءِ اپنے گھر کی چھت کے ساتھ ثُمَّ لْيَقْطَعْ پھر اس کے ساتھ اپنا گلا دبا دے حتیٰ کہ مر جائے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جو یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے رزق نہیں دے گا تو اسے ایک رسی لینی چاہیے پھر اسے اپنے مکان کی چھت کے ساتھ باندھنا چاہیے پھر اس کے ساتھ اپنا گلا دبانا چاہیے فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ پھر اسے دیکھنا چاہیے کہ اس کو یہ عمل نفع دیتا ہے یا اسے رزق دیتا ہے؟

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جو گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے رزق نہیں دے گا تو اسے اپنے گھر کی چھت سے ایک رسی باندھنی چاہیے پھر اسے گلے میں پھندا ڈال کر اپنا گلا گھونٹ لینا چاہیے۔ اسے یہ خوف ہے کہ وہ اسے رزق نہیں دے گا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جو یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی مکرم کی مدد نہیں کرے گا اور اس بارے میں وہ آپ سے دھوکہ کرے گا تو اسے چاہیے کہ وہ اس سلسلہ کو جڑ سے ہی کاٹ دے یہاں تک کہ رسی کے ذریعے آسمان دنیا تک رسی باندھ لے اور آسمان تک جا پہنچے اور آسمان سے جو وحی آپ کی طرف آتی ہے اس کو ختم کر دے اگر قدرت رکھتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہیں فرمائے گا تو اسے اپنے گھر کی چھت پر رسی باندھ کر اپنا گلا اس کے ساتھ دبا دینا چاہیے پھر دیکھے آیا دور کر دیا ہے اس کی خودکشی کی تدبیر نے اس کے غم وغصہ کو۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جو یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی ہرگز مدد نہیں کرے گا اسے اپنے گھر کی چھت سے رسی باندھ کر خودکشی کر لینی چاہیے پھر دیکھے اس تدبیر نے اسے کیا لوٹایا ہے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 149 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 150 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 148

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ وَالنَّصَارَىٰ وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿١٧﴾

"بے شک اہل ایمان، یہودی، ستارہ پرست، عیسائی، آتش پرست اور مشرک ضرور فیصلہ فرمائے گا اللہ تعالیٰ ان سب (گروہوں) کے درمیان قیامت کے دن، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مشاہدہ فرما رہا ہے"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے اس آیت کے تحت حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الصّٰبِئِیْنَ وہ لوگ ہیں جو ملائکہ کی عبادت کرتے ہیں قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور زبور کی تلاوت کرتے ہیں اور مجوسی وہ ہیں جو سورج چاند اور آگ کی پوجا کرتے ہیں اور الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا سے مراد بت پرست ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان چھ ادیان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا، ان میں سے پانچ شیطان کے ادیان ہیں اور اللہ کا دین ایک ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اِنَّ اللّٰہَ یَفْصِلُ بَیْنَہُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اس طرح فیصلہ فرمائے گا کہ ان پانچ شیطان کے پرستار گروہوں کو جمع فرمائے گا اور اس امت مسلمہ کو علیحدہ کرے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہود نے کہا عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں، نصاریٰ نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں، الصابئین نے کہا ہم اللہ کو چھوڑ کر ملائکہ کی عبادت کرتے ہیں، مجوسیوں نے کہا اللہ کو چھوڑ کر سورج اور چاند کی عبادت کرتے ہیں، مشرکوں نے کہا ہم اللہ کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کرتے ہیں، پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو وحی فرمائی کہ ان کے تمام اقوال کا رد فرمایا قُلْ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ الخ اور کہہ دے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا (الاسراء: 111) اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ہَادُوْا الخ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے الَّذِیْنَ ہَادُوْا سے مراد یہود ہیں۔ اور الصّٰبِئِیْنَ کے پاس کوئی کتاب نہ تھی اور مجوسی سے مراد بت پرست ہیں اور مشرکین سے مراد عرب کے نصاریٰ ہیں۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ ۖ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۗ وَمَن يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۩ ﴿١٨﴾ هَٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 151

رَبِّهِمْ ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّن نَّارٍ ۖ يُصَبُّ مِن فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ ﴿١٩﴾ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ﴿٢٠﴾ وَلَهُم مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ ﴿٢١﴾ كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ﴿٢٢﴾ إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿٢٣﴾

"کیا تم ملاحظہ نہیں کر رہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہی سجدہ کر رہی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے نیز آفتاب، مہتاب، ستارے، پہاڑ، درخت اور چوپائے اور بہت سے انسان بھی (اسی کو سجدہ کرتے ہیں) اور بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جن پر عذاب مقرر ہو چکا ہے اور (دیکھو) جس کو ذلیل کر دے اللہ تعالیٰ تو کوئی اسے عزت دینے والا نہیں ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ یہ دو فریق ہیں جو جھگڑ رہے ہیں اپنے رب کے بارے میں۔ تو وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا تیار کر دیئے گئے ہیں ان کے لیے کپڑے آتش (جہنم) سے انڈیلا جائے گا ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی۔ گل جائے گا اس کھولتے پانی سے جو کچھ ان کے شکموں میں ہے اور ان کی چمڑیاں بھی گل جائیں گی۔ اور ان (کو مارنے) کے لیے گرز ہوں گے لوہے کے۔ جب بھی ارادہ کریں گے اس سے نکلنے کا فرط رنج والم کے باعث تو انہیں لوٹا دیا جائے گا اس میں اور (کہا جائے گا) کہ چکھو جلتی ہوئی آگ کا عذاب۔ یقیناً اللہ تعالیٰ داخل کرے گا ان لوگوں کو جو ایمان بھی لے آئے اور عمل بھی نیک کرتے رہے جنتوں میں بہتی ہیں، جن کے نیچے ندیاں، انہیں پہنائے جائیں گے جنت میں سونے کے کنگن اور موتیوں کے ہار اور ان کی پوشاک وہاں ریشمی ہوگی"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر رحہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ کے تحت روایت فرمایا ہے: اس سے مراد آسمان والوں کے سایہ کا سجدہ کرنا ہے اور كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ سے مراد مومنین ہیں، وَ كَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ اس سے مراد کافر کے سایہ کا سجود ہے حالانکہ وہ خود نا پسند کرتا ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہر چیز کا سجدہ اس کا سایہ ہے، پہاڑوں کا سجدہ ان کا سایہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کپڑا سجدہ کرتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 153، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آسمان میں سورج چاند اور ستارے سجدہ کرتے ہیں (ان میں سے ہر ایک) حتی کہ غائب ہو جاتا ہے پھر وہ واپس نہیں آتا حتی کہ اسے اجازت دی جاتی ہے وہ دائیں طرف کو لیتا ہے حتی کہ اپنے مدار کی طرف لوٹتا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے الضحاک سے روایت کیا ہے: جب سایہ ڈھلتا ہے تو ہر جانور اور ہر پرندہ اللہ کے حضور سجدہ کرتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے ایک شخص کو بیت اللہ کے طواف میں روتے ہوئے سنا، میں نے غور سے دیکھا تو طاؤس تھے۔ انہوں نے فرمایا تم میرے رونے پر تعجب کر رہے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے فرمایا اس کعبہ کے رب کی قسم! یہ چاند خشیت الٰہی کی وجہ سے روتا ہے جب کہ اس کا کوئی گناہ نہیں ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص عبداللہ بن عمرو کے پاس سے گزرا جب کہ وہ حطیم میں سجدہ کر کے رو رہے تھے، عبداللہ بن عمرو نے اس شخص سے کہا کیا تو میرے خشیت الٰہی کی وجہ سے رونے پر تعجب کر رہا ہے۔ یہ چاند بھی اللہ کے خوف سے روتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے سجدہ سے کسی کو بھی استثناء نہیں فرمایا حتی کہ ابن آدم نے استثناء کی وَ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ اور جو قدردانی کے مستحق ہیں وہ زیادہ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم، اللالکائی نے السنۃ میں اور الخلعی رحمہم اللہ نے فوائد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ سے کہا گیا کہ یہاں ایک شخص مشیت کے بارے گفتگو کرتا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا اے اللہ کے بندے اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنی مشیت سے پیدا فرمایا یا تمہاری مشیت سے پیدا فرمایا؟ اس نے کہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت کے مطابق پیدا فرمایا، پھر حضرت علی نے فرمایا وہ تمہیں بیمار کرتا ہے جب چاہتا ہے یا جب تو چاہتا ہے؟ اس نے کہا جب وہ چاہتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر وہ تجھے شفا دیتا ہے جب وہ چاہتا ہے یا جب تو چاہتا ہے؟ تو اس نے کہا جب وہ خود چاہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ تجھے جنت میں داخل فرمائے گا جب چاہے گا یا جب تو چاہے گا؟ اس نے کہا جب وہ چاہے گا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تو ان جوابات کے علاوہ جواب دیتا تو میں تیری گردن تلوار سے اڑا دیتا۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: وہ مال کی تقسیم پر مامور تھے۔ فرماتے ہیں: هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ٘ فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ١ؕ یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِیْمُ ﴿۱۹﴾ یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ وَ الْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ وَ لَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِیْدٍ یہ آیت تین افراد کے بارے نازل ہوئی جنہوں نے جنگ بدر میں ایک دوسرے کو دعوت مبارزت دی تھی اور وہ حمزہ بن عبد المطلب، عبیدہ بن الحارث، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اور عتبہ، شیبہ ربیعہ کے بیٹے اور ولید بن عتبہ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا (کفار کے متعلق) جھگڑنے میں سب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 153

سے پہلے میں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گھٹنوں کے بل بیٹھوں گا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، نسائی، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت قیس بن عبادہ رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قیامت کے روز رحمٰن کے بارے جھگڑنے کے لیے سب سے پہلے میں گھٹنوں کے بل بیٹھوں گا۔ حضرت قیس فرماتے ہیں: یہ آیت کریمہ ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے ایک دوسرے کو جنگ بدر میں دعوت مبارزت دی تھی اور وہ یہ لوگ ہیں: علی، حمزہ اور عبیدہ رضی اللہ عنہم اور شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب حضرت علی، حمزہ اور عبیدہ رضی اللہ عنہم نے جب عتبہ، شیبہ اور ولید کو دعوت مبارزت دی تو انہوں نے کہا تم پہلے ہمیں اپنا تعارف کراؤ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں علی ہوں، یہ حمزہ ہے اور یہ عبیدہ ہے، انہوں نے کہا کہ مقابلہ تو ہم معزز ہم پلہ لوگوں سے ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلاتا ہوں۔ عتبہ نے کہا: آؤ مقابلہ کے لیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شیبہ پر حملہ کیا تو فوراً ہی اسے قتل کر دیا، حضرت حمزہ نے عتبہ کو واصل فی النار کر دیا۔ حضرت عبیدہ نے ولید کو پکارا تو ان کے لیے مقابلہ مشکل ہو گیا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اس (ولید) بدبخت کو بھی قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی هٰذٰنِ خَصْمٰنِ ...... الآیہ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بدر کی جنگ میں جب مسلمان اور کفار ایک دوسرے کے سامنے آئے تو عتبہ بن ربیعہ نے کہا اس شخص کو قتل نہ کرو کیونکہ اگر وہ سچا ہو گا تو تم اس کے صدق کی وجہ سے تمام لوگوں سے زیادہ سعادت مند ہو گے اور اگر یہ جھوٹا ہو گا تو بھی تم اس کے خون کی حفاظت کے زیادہ حق دار ہو، ابو جہل ابن ہشام نے کہا: تو ڈر گیا ہے۔ عتبہ نے کہا تو جان لے گا کہ کون بزدل ہے اور اپنی قوم کے لیے فساد برپا کرنے والا ہے۔ فرماتے ہیں: عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ میدان میں نکلے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو للکارا، انہوں نے کہا: ہمارے ہم پلہ کو مقابلہ کے لیے بھیجو جن سے ہم جنگ کریں، بنی خزرج میں سے چند انصاری نوجوان کو د کر سامنے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تم بیٹھ جاؤ۔ فرمایا اے بنی ہاشم اٹھو، تو حضرت حمزہ بن عبد المطلب، علی بن ابی طالب اور عبیدہ بن الحارث سامنے آئے۔ عتبہ نے کہا اپنا تعارف کراؤ، اگر تم ہمارے ہم پلہ ہو گے تو ہم تمہارے ساتھ جنگ کریں گے، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں حمزہ بن عبد المطلب ہوں، میں اللہ کا شیر ہوں اور اللہ کے رسول کا شیر ہوں۔ عتبہ نے کہا: کریم مد مقابل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں علی بن ابی طالب ہوں۔ اس نے کہا کریم مقابل ہے عبیدہ نے کہا میں عبیدہ بن الحارث ہوں۔ عتبہ نے کہا مد مقابل کریم ہے۔ حضرت حمزہ کا مقابلہ شیبہ بن ربیعہ سے ہوا۔ حضرت حمزہ نے شیبہ کو فوراً پچھاڑ دیا۔ حضرت علی نے عتبہ سے دو چار واروں کا تبادلہ کیا اور اسے جہنم رسید کر دیا۔ حضرت عبیدہ کی اس مقابلہ میں ٹانگ ٹوٹ گئی، بالآخر تینوں مسلمان واپس آگئے اور کفار کے تینوں جنگجو قتل ہو گئے، ابو جہل اور اس کے ساتھیوں نے

1۔ صحیح مسلم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 422، قدیمی کتب خانہ کراچی 2۔ صحیح بخاری، باب قتل ابی جہل، جلد 3، صفحہ 4، المطبعۃ البہیہ مصر

آواز دی ہمارے لیے عزیٰ ہے اور تمہارے لیے کوئی عزیٰ نہیں، نبی کریم ﷺ کے منادی نے ندا دی: ہمارے مقتول جنت میں ہیں اور تمہارے مقتول دوزخ میں ہیں، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا الخ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت لاحق بن حمید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت جنگ بدر کے دن نازل ہوئی هٰذٰنِ خَصْمٰنِ الخ۔ یہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کے بارے نازل ہوئی اور اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الخ حضرت علی ابن ابی طالب، حمزہ اور عبیدہ بن الحارث کے بارے نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ الخ کافر اور مومن کی مثال ہے جو قیامت کے بارے میں جھگڑتے ہیں۔(1)

ابن جریر نے مجاہد، عطا ابن ابی رباح، الحسن سے روایت کیا ہے کہ کافر اور مومن اپنے رب کے بارے میں جھگڑے تھے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحہما اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ الخ سے مراد اہل کتاب ہیں جنہوں نے مومنین سے کہا تھا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریبی ہیں اور تم سے پہلے ہمیں کتاب ملی اور تمہارے نبی سے پہلے ہمارے نبی تشریف لائے ہیں۔ مومنین نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریبی ہیں، ہم محمد ﷺ پر ایمان لائے اور تمہارے نبی پر بھی ایمان لائے اور جو اللہ کی طرف کتاب نازل ہوئی ہم اس پر بھی ایمان لائے۔ تم ہماری کتاب اور ہمارے نبی مکرم ﷺ کو جانتے ہو پھر تم نے حسد کی وجہ سے اس کا انکار کیا اور اسے چھوڑ دیا، یہ ان کی اپنے بارے خصومت تھی۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مسلمان اور اہل کتاب آپس میں جھگڑے، اہل کتاب نے کہا ہمارے نبی تمہارے نبی سے پہلے مبعوث ہوئے، ہماری کتاب تمہاری کتاب سے پہلے ہے اور ہم تمہاری نسبت اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریبی ہیں۔ مسلمانوں نے کہا ہماری کتاب تمہاری تمام کتب کی تصدیق کرتی ہے، ہمارے نبی خاتم الانبیاء ہیں، ہم تمہاری نسبت اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریبی ہیں، پس اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو فتح عطا فرمائی ہر اس شخص پر جس نے ان سے دشمنی کی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں هٰذٰنِ خَصْمٰنِ الخ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے هٰذٰنِ خَصْمٰنِ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد جنت اور دوزخ ہیں جن کا آپس میں جھگڑا ہوا۔ دوزخ نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی سزا کے لیے پیدا فرمایا اور جنت نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی رحمت کے لیے پیدا فرمایا۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ کافر کے لیے آگ کے کپڑے بنائے جائیں گے اور مومن کو اللہ تعالیٰ ان باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 155، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 156 5۔ ایضاً

کے تحت روایت کیا ہے: کفار کے لیے تانبے کے کپڑے تیار کیے جائیں گے اور برتنوں میں سے کوئی برتن ایسا ہے جو گرم کیا جائے تو تانبے کے برتن سے زیادہ گرم ہو۔ پھر تانبا پگھلا کر کفار کے سروں پر ڈالا جائے گا۔ پس ان کی انتڑیاں اور کھالیں بہ جائیں گی۔ ان کی کھالیں بکھر جائیں گی حتی کہ ہر ہر عضو الگ الگ ہو جائے گا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم التیمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ کی تلاوت کی اور فرمایا پاک ہے وہ ذات جس نے آگ سے لباس تیار کیا۔

امام عبد بن حمید، ترمذی، عبد اللہ بن احمد (نے زوائد الزہد میں)، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم، ابو نعیم نے الحلیہ میں، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت کی اور فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ گرم پانی کفار کے سروں پر بہایا جائے گا۔ پس ان کی کھوپڑیاں ختم ہو جائیں گی حتی کہ وہ ان کے پیٹوں تک گرم پانی پہنچ جائے گا، جو کچھ ان کے پیٹ میں ہو گا وہ بھی بہ جائے گا حتی کہ وہ گرم پانی ان کے قدموں سے نکل جائے گا، يُصْهَرُ سے یہی مراد ہے، پھر انسان صحیح ہو جائے گا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک فرشتہ کافر کے پاس آئے گا جس کے پاس برتن ہو گا جو انتہائی گرم ہو گا، جب وہ فرشتہ اس برتن کو کافر کے قریب کرے گا تو وہ اسے ناپسند کرے گا، فرشتہ گرز اٹھائے گا جو اس کے پاس ہو گا اس گرز سے اس کے سر کو مارے گا تو اس کا دماغ پھٹ جائے گا پھر وہ گرم برتن اس کے دماغ پر انڈیلے گا پھر وہ اس کے دماغ سے اس کے پیٹ تک پہنچ جائے گا، يُصْهَرُ کا یہی معنی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے الحلیہ میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: جب دوزخی دوزخ میں پہنچیں گے تو وہ زقوم کے درخت سے مدد طلب کریں گے۔ پس وہ اسی کو کھائیں گے جس کی وجہ سے ان کے چہروں کی کھالیں ادھڑ جائیں گی۔ اگر کوئی گزرنے والا ان کے پاس سے گزرتا تو ان کے چہروں کی کھالوں کے اترنے کی وجہ سے انہیں پہچان لیتا۔ پھر ان پر پیاس کو ڈالا جائے گا۔ وہ پیپ کے پانی کے ساتھ اپنی پیاس بجھائیں گے۔ یہ بدنصیب ہیں جن کی کھالیں گر جائیں گی۔ وہ چلیں گے تو ان کے انتڑیاں اور کھالیں گر چکی ہوں گی۔ پھر انہیں لوہے کے گرزوں سے مارا جائے گا، ہر ہر عضو الگ الگ ہو جائے گا۔ وہ لوگ ہلاکت اور موت کو پکاریں گے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ کے تحت روایت کیا ہے: وہ چل رہے ہوں گے تو ان کی انتڑیاں اور چمڑیاں گر رہی ہوں گی۔ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ اور ان کے لیے لوہے کے گرز ہوں گے، فرشتے انہیں ان گرزوں کے ساتھ ماریں گے تو ہر ہر عضو الگ الگ ہو جائے گا۔

امام ابن الانباری اور الطستی رحمہما اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 156 — 2۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 82، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 158

بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے یُصْھَرُ کا مطلب پوچھا تو انہوں نے فرمایا: جب وہ گرم پانی پئیں گے تو جو کچھ ان کے پیٹوں میں ہوگا پگھل جائے گا، نافع نے پوچھا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

سخنت صهارته فظل عثانه فی شیطل کعب به تتردد

وظل مرتثیا للشمس تصهره حتی اذا الشمس قمت جانبا عدلا

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کفار کو ایسا پانی پلایا جائے گا کہ جب وہ ان کے پیٹوں میں داخل ہوگا تو ان کی انتڑیاں پگھلا دے گا اور ان کے پیٹوں کے ساتھ ان کی کھالیں بھی پگھلا دے گا۔(1)

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یُصْھَرُ کا مطلب پگھلا دینا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے یہی مطلب روایت کیا ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یُصْھَرُ کا مطلب پگھلنا روایت کیا ہے۔(3)

ابن ابی حاتم نے عطاء الخراسانی سے روایت کیا ہے کہ وہ اس طرح ان کی کھالوں کو پگھلا دے گا جیسے چربی پگھل جاتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک سے مَقَامِعُ کا مطلب گرز روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فرماتے ہیں: دوزخ کی آگ کا اکثر ذکر کیا کرو کیونکہ اس کی گرمی بڑی سخت ہے اور اس کی گہرائی بہت دور ہے اور اس کے گرز لوہے کے ہیں۔

امام احمد، ابو یعلی، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ایک وہ لوہے کا گرز زمین پر رکھا جائے پھر جن وانس سب جمع ہو جائیں تو اسے زمین سے نہ اٹھا سکیں اور اگر وہ پہاڑ پر مارا جائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائے (یہ سلسلہ متواتر ہوگا) بندے کے ختم ہونے کے بعد دوبارہ اسے پہلی حالت میں لوٹا دیا جائے گا (پھر اسے مارا جائے گا)۔(4)

امام ابن المبارک، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت سلمان سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں دوزخ کی آگ سیاہ تاریک ہے اس کا نہ شعلہ روشن ہے نہ انگارہ۔ پھر یہ آیت پڑھی كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا الخ۔(5)

ابن ابی حاتم نے ابو جعفر القاری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: انہوں نے كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ تلاوت فرمائی اور رونے لگے فرماتے ہیں: مجھے زید بن اسلم نے اس آیت کے بارے بتایا کہ دوزخی آگ میں سانس لیں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الفضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! کفار کو باہر نکلنے کی امید تک نہیں ہوگی کیونکہ ان کی ٹانگیں اور ہاتھ باندھے ہوئے ہوں گے لیکن آگ کے شعلے انہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 158 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ مستدرک حاکم، کتاب الاہوال، جلد 4، صفحہ 642 (8773)، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 320

اوپر اٹھائیں گے پھر گرزوں کی ضربیں انہیں واپس لوٹا دیں گے۔

امام بخاری اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے دنیا میں ریشم کا لباس پہناوہ آخرت میں ریشم کا لباس نہیں پہنے گا۔(1)

امام نسائی اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے دنیا میں ریشم کا لباس پہناوہ آخرت میں ریشم کا لباس نہیں پہنے گا اور جس نے دنیا میں شراب پی وہ آخرت میں شراب (طہور) نہیں پیے گا اور جس نے سونے اور چاندی کے برتنوں میں پیاوہ آخرت میں نہیں پیے گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت کا لباس، اہل جنت کا شراب اور اہل جنت کے برتن۔(2)

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو دنیا میں ریشم کا لباس پہنے گا وہ آخرت میں ریشم کا لباس نہیں پہنے گا۔ ابن الزبیر نے اپنی طرف سے کہا جو آخرت میں ریشم کا لباس نہیں پہنے گا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ لِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ۔

امام نسائی، حاکم اور ابن حبان رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو دنیا میں ریشم کا لباس پہنے گا وہ آخرت میں ریشم کا لباس نہیں پہنے گا۔ اگر وہ جنت میں داخل ہوا تو اہل جنت ریشم کا لباس پہنیں گے اور وہ ریشم کا لباس نہیں پہنے گا۔

وَ هُدُوْۤا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚۖ وَ هُدُوْۤا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ۝٢٤ اِنَّ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ
جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨالْعَاكِفُ فِيْهِ وَ الْبَادِ ؕ وَ مَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۭ
بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝٢٥ وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ
اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّ طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْقَآئِمِيْنَ وَ الرُّكَّعِ
السُّجُوْدِ ۝٢٦ وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ
يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝٢٧ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَ يَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ
فِيْۤ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَ
اَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ۝٢٨

1۔ صحیح بخاری، باب الحریر، جلد 4، صفحہ 20، المطبعۃ المیمنہ مصر 2۔ مستدرک حاکم، کتاب الاشربہ، جلد 4، صفحہ 157 (7216)، دار الکتب العلمیہ بیروت

''اور ان کی راہنمائی کی گئی تھی پاکیزہ قول کی طرف اور دکھایا گیا تھا انہیں راستہ اللہ تعالیٰ کا جو تعریف کیا گیا ہے۔
بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا اور (دوسروں کو) روکتے ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ سے اور مسجد حرام سے جسے ہم نے (بلا امتیاز) سب لوگوں کے لیے (مرکز ہدایت) بنایا ہے، یکساں ہیں اس میں وہاں کے رہنے والے اور پردیسی اور جو ارادہ کرے اس میں زیادتی کا ناحق تو ہم اسے چکھائیں گے دردناک عذاب۔ اور یاد کرو جب ہم نے مقرر کر دی ابراہیم (علیہ السلام) کے لیے اس گھر کے (تعمیر کرنے) کی جگہ اور حکم دیا کہ شریک نہ ٹھہرانا میرے ساتھ کسی چیز کو اور صاف ستھرا رکھنا میرے گھر کو، طواف کرنیوالوں، قیام کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے۔ اور اعلان عام کر دو لوگوں میں حج کا، وہ آئیں گے آپ کے پاس پاپیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر سوار ہو کر جو آتی ہیں ہر دور دراز راستہ سے۔ (اعلان کیجئے) تاکہ وہ حاضر ہوں اپنے (دینی و دنیوی) فائدوں کے لیے اور ذکر کریں اللہ تعالیٰ کے نام کا مقررہ دنوں میں ان بے زبان چوپایوں پر (ذبح کے وقت) جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائے ہیں۔ پس خود بھی کھاؤ ان سے اور کھلاؤ مصیبت زدہ محتاج کو''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَهُدُوٓا إِلَى ٱلطَّيِّبِ کے تحت روایت کیا ہے کہ انہیں الہام کیا گیا تھا پاکیزہ قول کی طرف۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت فرمایا ہے کہ صحابہ کرام جھگڑے کے وقت کفار کو کہتے تھے کہ اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت اسماعیل بن ابی خالد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: ٱلطَّيِّبِ مِنَ ٱلْقَوْلِ سے مراد قرآن ہے اور صِرَٰطِ ٱلْحَمِيدِ سے مراد اسلام ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ٱلطَّيِّبِ مِنَ ٱلْقَوْلِ سے مراد اخلاص ہے اور صِرَٰطِ ٱلْحَمِيدِ سے مراد اسلام ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ٱلطَّيِّبِ مِنَ ٱلْقَوْلِ سے مراد لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ وَٱللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِٱللَّهِ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا إِلَيْهِ يَصْعَدُ ٱلْكَلِمُ ٱلطَّيِّبُ (فاطر: 10)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ پورا حرم مسجد حرام ہے۔

عبد بن حمید نے ابن عباس سے سَوَآءً ٱلْعَٰكِفُ فِيهِ وَٱلْبَادِ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس میں اللہ کی ساری مخلوق برابر ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: سَوَآءً کا مطلب شَرْعًا وَاحِدًا ہے، ٱلْعَٰكِفُ سے مراد اہل مکہ ہیں اور ٱلْبَادِ سے مراد آفاقی لوگ ہیں، فرمایا تمام لوگ مکہ کی منازل میں برابر ہیں۔ پس اہل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 160، دار احیاء التراث العربی بیروت

مکہ کو چاہیے کہ آفاقی لوگوں کے لیے وسعت پیدا کریں تا کہ وہ مناسک حج (بآسانی) ادا کر سکیں۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ آفاقی اور اہل مکہ منزل وحرم میں برابر ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد وعطاء رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ سَوَآءَ ۨالْعَاكِفُ فِيْهِ وَ الْبَادِ کا مطلب یہ ہے کہ مکہ کی تعظیم وتحریم میں اہل مکہ اور آفاقی برابر ہیں۔ (1)

امام عبد بن حمید، بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت قتادہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ مکہ کے جوار، امن اور حرمت میں سب برابر ہیں، الْعَاكِفُ سے مراد اہل مکہ ہیں اور الْبَادِ سے مراد آفاقی لوگوں میں سے اعتکاف کرنے والے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن حصین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے سعید بن جبیر سے پوچھا: میں مکہ میں اعتکاف کروں؟ فرمایا نہیں، جب تک تم اس میں ہو معتکف ہی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے مکہ کے بیوت کی اجرت لی وہ اپنے بطن میں آگ کھانے والا ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگ مکہ میں برابر ہیں، کوئی شخص دوسروں سے منازل میں زیادہ مستحق نہیں ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے عطاء سے روایت کیا ہے کہ وہ مکہ کے گھروں کو بیچنا اور کرایہ دینا مکروہ سمجھتے تھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ مکہ کے گھروں کے اجارہ کو ناپسند فرماتے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے مکہ کے گھروں کے دروازے بند کرنے سے منع فرمایا، لوگ جہاں جگہ پاتے تھے وہیں ٹھہر جاتے تھے، حتیٰ کہ وہ گھروں کے اندر اپنے خیمے لگا دیتے تھے۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے انہیں مروہ کے پاس کہا اے امیر المومنین! میرے لیے اور میری اولاد کے لیے کوئی جگہ مخصوص فرما دیں۔ حضرت عمر نے اس سے اعراض فرمایا اور فرمایا: یہ اللہ کا حرم ہے سَوَآءَ ۨالْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مکہ کے مکانات کا اجارہ حلال نہیں ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن عبد العزیز کا وہ خط پڑھا جو آپ نے مکہ کے لوگوں کی طرف بھیجا تھا۔ آپ نے انہیں مکہ کے مکانات کا کرایہ وصول کرنے سے منع فرمایا۔

امام ابن ابی شیبہ نے القاسم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے مکہ کے کرایہ میں سے کچھ کھایا اس نے آگ کو کھایا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت القاسم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر اہل مکہ کے گھروں کے دروازے بنانے سے منع کرتے تھے تا کہ حاجی گھروں کے صحنوں میں رہائش رکھیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 162، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جعفر عن ابیہ رحمہ اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ مکہ کے گھروں کے دروازے نہ تھے، اہل مصر اور اہل عراق آتے تھے اور مکہ کے گھروں میں داخل ہو جاتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن سابط رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ البادی سے مراد وہ شخص ہے جو حج کے لیے آتا ہے، پس مقیم اور مسافر مکہ کے مکانات میں رہنے کے استحقاق کے اعتبار سے برابر ہیں، جہاں چاہیں رہ سکتے ہیں اور کوئی شخص آفاقی کو اپنے گھر سے نکال نہیں سکتا۔

امام ابن ابی حاتم، الطبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے سَوَآءَ ۨالْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ کے متعلق فرمایا مقیم اور جو سفر کر کے آتا ہے برابر ہیں۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس قول کے تحت روایت کیا ہے کہ مسجد حرام میں اہل مکہ وغیر ہم ٹھہرنے میں برابر ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مکہ مباح ہے اس کے مکانات کرائے پر نہ دیئے جائیں گے اور نہ ان کے گھروں کو بیچا جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے حضرت علقمہ بن نضلہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ، ابوبکر الصدیق، عمر الفاروق رضی اللہ عنہما کا وصال ہوا تو مکہ کے مکانات کو السوائب کہا جاتا تھا۔ جسے ضرورت ہوتی وہ ان میں خود ٹھہرتا اور جسے ضرورت نہ ہوتی وہ دوسروں کو ٹھہرا دیتا۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا: اے اہل مکہ! اپنے مکانات کے دروازے نہ بناؤ تاکہ مسافر لوگ جب چاہیں ان میں رہائش رکھیں۔(2)

امام دار قطنی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مکہ کے مکانات کا کرایہ کھایا اس نے آگ کو کھایا۔

امام الفریابی، سعید بن منصور، ابن راہویہ، احمد، عبد بن حمید، البزار، ابویعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اس کی تصحیح کی ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ فرماتے ہیں: اگر کسی نے مکہ مکرمہ میں ظلم کے سبب زیادتی کرنے کا ارادہ کرے گا تو وہ عدن سے بھی دور کسی شہر میں ہوگا، اللہ تعالیٰ اسے عذاب الیم کا مزہ چکھائے گا۔(3)

امام سعید بن منصور اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جو بیت اللہ کے علاوہ کسی جگہ میں برائی کا ارادہ کرے گا اور اس پر عمل پیرا نہ ہوگا تو اس کا گناہ نہیں لکھا جائے گا اور جو بیت اللہ میں

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 67 (12496)، وزارت الاوقاف احیاء التراث عراق

2۔ مصنف عبد الرزاق، باب الکراء فی الحرم، جلد 5، صفحہ 102 (9274)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 165

برائی کا ارادہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اس وقت تک موت نہ دے گا حتیٰ کہ اسے عذاب الیم چکھا دے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت عبداللہ بن انیس کے بارے نازل ہوئی۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کے ہمراہ بھیجا، ایک ان میں سے مہاجر تھا اور دوسرا انصاری تھا۔ وہ اپنے اپنے نسب پر فخر کرنے لگے۔ عبداللہ بن انیس کو غصہ آ گیا، اس نے انصاری کو قتل کر ڈالا۔ پھر وہ مرتد ہو کر مکہ کی طرف بھاگ گیا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: وَمَنْ یُّرِدْ فِیْهِ بِاِلْحَادٍۭ الخ یعنی جو اسلام چھوڑ کر حرم میں پناہ لے لے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور بیہقی رحہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: جو حرم میں پناہ لے تاکہ وہ اس میں شرک کرے تو اللہ تعالیٰ اسے عذاب دے گا۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے ظلم کا مطلب شرک روایت کیا ہے۔(3)

امام ابن جریر نے مجاہد سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جو اس میں اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت کرے گا۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے تم پر زبان درازی، قتل وغیرہ میں سے حرام کیا ہے اسے تو حلال سمجھے گا اور تو اس پر ظلم کرے گا جس نے تم پر ظلم نہیں کیا اور تو اسے قتل کرے جس نے تجھے قتل نہیں کیا۔ کوئی بھی ایسا کرے گا تو اسے اللہ تعالیٰ عذاب الیم دے گا۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وَمَنْ یُّرِدْ فِیْهِ بِاِلْحَادٍۭ سے مراد مکہ میں کھانے کو ذخیرہ کرنے والے ہیں۔(6)

امام بخاری نے تاریخ میں، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحہم اللہ نے حضرت یعلی بن امیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حرم میں خوراک کا ذخیرہ کرنا اس میں الحاد ہے۔

امام سعید بن منصور، بخاری (نے التاریخ میں)، ابن المنذر رحہم اللہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مکہ میں خوراک کا احتکار الحاد (ظلم) ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مکہ میں خوراک کا بیچنا الحاد ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ مکہ میں خوراک کا ذخیرہ کرنا الحاد ہے۔(7)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منیع، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عبداللہ بن عمرو کے دو خیمے تھے، ایک حل میں اور دوسرا حرم میں۔ جب آپ نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو حرم والے خیمے میں پڑھتے اور جب اپنے اہل میں سے کسی کو عتاب کرنے کا ارادہ کرتے تو اسے حل والے خیمے میں

1۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 222 (9078)، وزارت الاوقاف عراق 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 165، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 166
7۔ شعب الایمان، فصل فی ترک الاحتکار، جلد 7، صفحہ 527 (11221)، دارالکتب العلمیہ بیروت

عتاب کرتے۔ ان سے وجہ پوچھی گئی تو فرمایا ہم یہ کہتے تھے کہ انسان کا حرم میں کلا واللہ اور بلی واللہ کہنا بھی الحاد ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: خادم کو حرم میں گالی گلوچ دینا ظلم ہے بلکہ اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: امیر کا مکہ میں تجارت کرنا الحاد ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تبع کعبہ کے ارادہ سے آیا حتی کہ جب وہ کراع الغمیم میں تھا تو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی تیز ہوا چلائی کہ کوئی شخص بڑی مشقت سے اس کے سامنے کھڑا ہو سکتا تھا، کھڑا ہونے والا بیٹھ گیا اور لیٹ گیا۔ وہ تبع پر ہوا چلتی رہی۔ لشکر کو بہت زیادہ تکلیف اور مصیبت کا سامنا کرنا پڑا، تبع نے اپنے دو علماء بلائے، ان سے پوچھا یہ کیا مجھ پر مسلط کیا گیا ہے؟ علماء نے کہا تو ہمیں جان کی امان دیتا ہے؟ اس نے کہا تم مامون ہو۔ دونوں نے کہا تو نے بیت اللہ پر حملہ کا ارادہ کیا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے گھر کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے روک لیتا ہے۔ تبع نے پوچھا کون سی چیز مجھ سے یہ مصیبت دور کرے گی؟ علماء نے کہا تو دو کپڑے پہن لے یعنی احرام باندھ لے اور کہہ لبیک اللھم لبیک، پھر تو بیت اللہ کا طواف کر، اہل مکہ میں سے کسی کو پریشان نہ کر۔ تبع نے کہا میں اگر ایسا کرنے کا ارادہ کرلوں تو یہ ہوا مجھ سے دور ہو جائے گی؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اس نے احرام باندھا پھر تلبیہ کہا، تو ہوا واپس ہوگئی جیسے تاریک رات کا ٹکڑا ہو۔

امام ابن ابی حاتم نے الربیع بن انس سے روایت کیا ہے کہ مہاجرین وانصار کی اولاد میں سے ایک شخص نے ہمیں بتایا کہ انہیں اپنے بزرگوں نے خبر دی ہے کہ جو شخص اصحاب الفیل کی طرح کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ دنیا میں انہیں فوری سزا دیتا ہے اور فرمایا اس کا حلال ہونا بھی اس کے رہنے والوں کی طرف سے ہوگا۔ اس نے مجھے بتایا کہ انہیں اپنے بزرگوں میں سے کسی نے بتایا کہ اس نے مکہ میں مقام میں دو سطریں لکھی ہوئی دیکھیں۔ ایک پر یہ لکھا ہوا تھا کہ میں نے اپنے گھر کو مکہ میں رکھا، اس شہر کے رہنے والوں کی خوراک، گوشت، گھی اور کھجور ہے اور جو اس میں داخل ہوگا وہ امن میں ہوگا، اس کو حلال نہ کریں گے مگر اس کے رہنے والے۔ فرمایا اگر یہ نہ ہوتا کہ اس کے رہنے والے ہی وہ ہیں جو اس کو حلال کریں گے تو انہیں دنیا میں اللہ تعالیٰ عذاب دیتا۔ فرمایا مجھے یہ بھی اس نے بتایا کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے کہا کہ جس نے اس کو حلال کیا تھا اس کے حلال کرنے سے پہلے اس نے کہا تھا کہ میں نے ایک پہلی کتاب میں پڑھا ہے کہ عبد اللہ کے ذریعے حرم حلال ہوگا، اس کے پاس عبد اللہ بن عمر بن خطاب اور عبد اللہ بن زبیر موجود تھے۔ عبد اللہ بن عمرو اور عبد اللہ بن عمر میں سے ہر ایک نے کہا میں تو فقط حج یا عمرہ یا ضروری حاجت کے لیے آیا ہوں۔ عبد اللہ بن الزبیر خاموش رہے اور کچھ نہ بولے۔ اس کے بعد انہوں نے اس کو حلال کیا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا: جس نے برائی کا ارادہ کیا اور اس کو عملی جامہ نہ پہنایا تو اس پر اس کا گناہ نہیں لکھا جائے گا اور کوئی شخص عدن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 166، داراحیاء التراث العربی بیروت

سے دور کسی جگہ ہوگا اور اپنے دل میں بیت اللہ میں الحاد کا تصور کرے گا اور اس میں الحاد یہ ہے کہ جو اللہ نے اس پر حرام کیا اسے حلال جانے، پھر وہ مر جائے مکہ پہنچنے سے پہلے تو بھی اللہ تعالیٰ اسے دردناک عذاب دے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جو شخص کسی دوسری جگہ ہوتے ہوئے مکہ میں خطا کرنے کا ارادہ کرے گا تو اس پر اس خطا کے تصور کرنے اور اس پر عمل کرنے کا گناہ لکھا جائے گا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مکہ میں اسی طرح برائیوں کو بھی کئی گنا کیا جاتا ہے جس طرح نیکیوں کو کئی گنا کیا جاتا ہے۔

سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن المنذر نے عطاء بن ابی رباح سے بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ کا مطلب قتل اور شرک روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے وَ مَنْ یُّرِدْ فِیْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ کا مطلب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم کوئی شک نہیں کرتے تھے کہ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ سے مراد گناہ ہیں حتی کہ اہل بصرہ کے لوگ اہل کوفہ کے لوگوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ سے مراد شرک ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: جو بندہ گناہ کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے مواخذہ نہیں فرماتا حتی کہ وہ گناہ کرے مگر جو بیت اللہ شریف میں کسی برائی کا ارادہ کرتا ہے، چونکہ اس نے بیت اللہ میں شرک کا ارادہ کیا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ اسے جلد عذاب دے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو الحجاج رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جو شخص مکہ میں برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا گناہ لکھ دیتا ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے عبد اللہ بن عمرو کو عرفہ میں دیکھا، ان کی رہائش حل میں تھی اور ان کی جائے نماز حرم میں تھی۔ میں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا: حرم میں علم افضل ہے اور اس میں خطا اعظم ہے۔(2)

امام ابو الشیخ، ابن عدی، ابن مردویہ اور دیلمی رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیت اللہ کی جگہ مٹ گئی، پس ہود اور صالح علیہ السلام نے اس کا حج نہ کیا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے لیے اس گھر کی تعمیر کے لیے جگہ مقرر کر دی۔(3)

امام ابن جریر اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت حارثہ بن مضرب عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ تعمیر کرنے کا حکم دیا گیا تو آپ کے ساتھ اس نیک عمل میں شریک

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 165

2۔ مصنف عبد الرزاق، باب الخطیئۃ فی الحرم والبیت، جلد 5، صفحہ 20 (8901)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ الفردوس للدیلمی، جلد 2، صفحہ 220 (3070)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہونے کے لیے حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ بھی نکلے۔ جب مکہ مکرمہ پہنچے تو کعبہ کی جگہ کے اوپر ایک بادل دیکھا جو سر کی شکل تھا۔ اس نے حضرت ابراہیم سے کلام کی، کہا اے ابراہیم! میرے سایہ پر یا میری مقدار کے مطابق تعمیر کرو۔ اس سے زائد یا کم نہ ہو۔ جب آپ نے کعبہ کی تعمیر کردی تو آپ باہر آئے اور آپ کے پیچھے حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ تھیں، اسی واقعہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ الخ۔(1)

امام عبد الرزاق نے المصنف میں، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو آپ کے پاؤں زمین میں تھے اور سر آسمان میں تھا۔ آپ آسمان والوں کی کلام اور ان کی دعا کو سنتے تھے اور ان سے مانوس ہوتے تھے، ملائکہ آدم علیہ السلام سے ڈر گئے حتی کہ انہوں نے اپنی دعا میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کو زمین کی طرف پست کردیا۔ جب آدم علیہ السلام فرشتوں کا کلام نہ سن سکے تو آپ کو وحشت ہوئی حتی کہ انہوں نے بھی اپنی دعا میں شکوہ کیا، آپ کو مکہ مکرمہ کی طرف متوجہ کیا گیا۔ آپ ایک قدم کے ساتھ شہر اور صحراطے کرلیتے تھے حتی کہ آپ مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت سے یاقوت اتارا اور وہ اب بھی بیت اللہ کی جگہ پر ہے، بیت اللہ کا طواف ہوتا رہا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے طوفان نازل فرمایا۔ پس وہ یاقوت اٹھالیا گیا حتی کہ پھر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو بھیجا۔ پھر انہوں نے کعبہ کی تعمیر فرمائی۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ الخ۔(2)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے معمر کے طریق سے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو بیت اللہ کو بھی آدم کے ساتھ زمین پر رکھا۔ حضرت آدم علیہ السلام ہند کی زمین پر اتارے گئے۔ آپ کا سر آسمان میں تھا اور پاؤں زمین میں تھے۔ ملائکہ آدم سے ڈرتے تھے، پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساٹھ ہاتھ کم کردیا، آدم علیہ السلام نے جب فرشتوں کی تسبیح وتہلیل کی آواز نہ سنی تو پریشان ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! میں نے تیرے لیے ایک گھر اتارا ہے جس کا طواف اسی طرح کیا جائے گا جس طرح میرے عرش کے اردگرد طواف کیا جاتا ہے اور اس کے پاس اسی طرح نماز ادا کی جائے گی جس طرح میرے عرش کے پاس ادا کی جاتی ہے۔ تم اس کے پاس جاؤ۔ آدم علیہ السلام چل پڑے آپ بڑے لمبے لمبے قدم رکھتے تھے۔ دو قدموں کے درمیان ایک صحرا آجاتا تھا۔ آدم علیہ السلام ان صحراؤں کو عبور کرتے ہوئے بیت اللہ کے پاس پہنچے، اس کا طواف کیا۔ پھر آپ کے بعد بھی انبیائے کرام طواف کرتے رہے۔

حضرت معمر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مجھے ابان نے بتایا کہ بیت اللہ ایک یاقوت یا ایک موتی کی شکل میں اتارا گیا۔ اور فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نوح علیہ السلام کی کشتی نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے تھے حتی کہ جب اللہ تعالیٰ نے قوم

1۔ مستدرک حاکم، کتاب تواریخ المتقدمین، جلد 2، صفحہ 601 (4024)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف عبد الرزاق، باب بنیان الکعبۃ، جلد 5، صفحہ 66 (9153)، دار الکتب العلمیہ بیروت

نوح کو غرق کر دیا تو اس کی دیواریں بھی مفقود ہو گئیں، صرف بنیادیں باقی تھیں۔ حضرت ابراہیم کے لیے اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کی جگہ کا تعین فرمایا۔ معمر فرماتے ہیں: ابن جریج نے فرمایا: لوگوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بادل بھیجا جس میں ایک سر تھا، اس سرنے کہا اے ابراہیم! تیرا رب تجھے حکم دیتا ہے کہ تو اس بادل کی مقدار کا اندازہ کر لے۔ آپ بادل کو دیکھ کر اس کی مقدار خط کھینچنے لگے۔ بادل میں موجود سر نے پوچھا اے ابراہیم! کیا تو نے اندازہ کر لیا ہے؟ حضرت ابراہیم نے کہا ہاں۔ پھر وہ بادل چلا گیا۔ پس آپ نے اس جگہ کو کھودا اور اس میں قائم بنیادیں ظاہر کیں، ابن جریج فرماتے ہیں: مجاہد نے کہا: فرشتہ، بادل اور سکینت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ شام سے آئے تھے۔ سکینت نے کہا اے ابراہیم! بیت اللہ کو لازم پکڑو، فرماتے ہیں: اسی وجہ سے کوئی اعرابی یا کوئی بادشاہ بیت اللہ کا طواف نہیں کرتا مگر میں اس پر سکینت اور وقار دیکھتا ہوں۔

حضرت ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت ابن المسیب رحمہ اللہ نے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حجر اسود کو ابوقبیس پہاڑ میں رکھا تھا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کی تو جبل ابوقبیس نے انہیں آواز دی: اے ابراہیم! یہ رکن اسود میرے اندر موجود ہے، اس کو لے لو۔ پس آپ نے جبل ابوقبیس کو کھودا اور حجر اسود نکال کر کعبہ میں لگا دیا، جب ابراہیم علیہ السلام اس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو عرض کی یا رب! میں نے اپنا کام کر دیا۔ پس تو ہمیں ہمارے مناسک دکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے انہیں ظاہر فرمایا اور ہمیں ان کی تعلیم دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو بھیجا۔ انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو حج کرایا حتی کہ جب عرفہ کو دیکھا تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا عرفت میں نے جان لیا۔ آپ اس سے پہلے ایک مرتبہ آئے تھے۔ اسی وجہ سے اس جگہ کا نام عرفہ رکھا گیا۔ حتی کہ جب دسویں ذی الحجہ کا دن تھا تو آپ کے سامنے شیطان آیا۔ جبرئیل نے کہا اسے کنکریاں مارو۔ تو آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں پھر اس طرح دوسرے اور تیسرے دن ہوا۔ دو پہاڑوں کے درمیان جو جگہ تھی ابلیس نے اسے بھر دیا، رمی جمار اب حج میں اسی وجہ سے ہوتا ہے۔ پھر حکم ہوا ثبیر پہاڑ پر چڑھ جاؤ اور آواز دو اے اللہ کے بندو! اللہ کا حکم مانو۔ اے اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔ آپ کی اس آواز کو سن لیا ساتوں سمندروں کے درمیان جو بھی ایسا شخص موجود تھا جس کے دل میں رائی کے ذرہ برابر ایمان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو مناسک عطا فرمائے۔ ان میں تلبیہ بھی تھا لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ۔ اور سطح زمین پر ہمیشہ سات مسلمان یا اس سے زائد رہے ہیں۔ اگر وہ نہ ہوتے تو زمین ہلاک ہو جاتی اور جو کچھ اس کے اوپر ہے وہ بھی ہلاک ہو جاتا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بیت اللہ زمین کی تخلیق سے چالیس سال پہلے جھاگ کی صورت میں موجود تھا اور اسی سے زمین پھیلائی گئی۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کو بیت اللہ تعمیر کرنے کا حکم فرمایا تو حضرت ابراہیم مکہ مکرمہ پہنچے، حضرت ابراہیم اور اسماعیل نے کدالیں اٹھالیں۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ بیت اللہ کہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا بھیجی جسے ریح الخجوج کہا جاتا

1۔ مصنف عبد الرزاق، باب بنیان الکعبۃ، جلد 5، صفحہ 68 (9159)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے۔اس کے دو پر اور ایک سر سانپ کی صورت میں تھا۔اس ہوا نے بیت اللہ کے اردگرد صفائی کردی۔تو ابراہیم واسماعیل نے کدالیں لے کر اس جگہ کو کھودا حتی کہ انہوں نے بنیادیں نکال لیں۔جب انہوں نے دیواریں بنائیں اور حجر اسود رکھنے کی جگہ پر پہنچے تو حضرت ابراہیم نے حضرت اسماعیل سے فرمایا ایک خوبصورت پتھر تلاش کرو جو میں یہاں لگادوں۔اسماعیل علیہ السلام نے عرض کی اے والد محترم! میں سست اور کمزور آدمی ہوں۔آپ نے فرمایا میرے پاس خوبصورت پتھر لے آؤ۔حضرت اسماعیل پتھر کی تلاش میں نکلے۔ایک پتھر لائے۔حضرت ابراہیم کو وہ پسند نہ آیا۔حضرت ابراہیم نے فرمایا اس سے بھی خوبصورت پتھر لے آؤ۔پھر آپ پتھر کی تلاش میں چلے گئے۔ادھر جبرئیل امین حضرت ابراہیم کے پاس جنتی حجر اسود لے آئے۔وہ پہلے سفید پھول کی طرح سفید یاقوت تھا۔یہ پتھر آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت سے اتارا گیا تھا۔پھر یہ لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے سیاہ ہوگیا۔حضرت اسماعیل ایک پتھر لے کر آئے تو حضرت ابراہیم کے پاس حجر اسود دیکھا، پوچھا اے والد محترم! یہ آپ کے پاس کون لایا ہے؟ حضرت ابراہیم نے فرمایا جو تم سے زیادہ چست ہے۔اسی اثناء میں ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام ان کلمات کے ساتھ دعا مانگ رہے تھے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو مبتلا کیا تھا۔جب تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حج کا اعلان کرنے کو کہا۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حوشب بن عقیل سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے محمد بن عباد بن جعفر سے پوچھا بیت اللہ کب سے ہے؟ انہوں نے فرمایا: مہینوں کو اس کے لیے پیدا کیا گیا۔میں نے پوچھا حضرت ابراہیم کی تعمیر کی بلندی کتنی تھی؟ فرمایا اٹھارہ ہاتھ۔میں نے پوچھا آج کتنی ہے؟ فرمایا سولہ ہاتھ۔میں نے پوچھا کیا حضرت ابراہیم کی تعمیر کے پتھروں میں سے کوئی پتھر باقی ہے؟ فرمایا وہ پتھر کعبہ کے اردگرد لگادیئے گئے، صرف دو پتھر اس میں لگے ہوئے ہیں جو حجر اسود کے ساتھ متصل ہیں۔

امام حاکم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ اس میں طواف کا ذکر نماز سے پہلے ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیت اللہ کا طواف نماز کے قائم مقام ہے مگر اللہ تعالیٰ نے طواف میں باتیں کرنا مباح کیا ہے۔پس طواف میں جو بات کرے وہ نیکی کی ہی بات کرے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لِلطَّآئِفِيْنَ سے مراد بیت اللہ کا طواف کرنے والے ہیں اور الْقَآئِمِيْنَ سے مراد نمازی ہیں۔(3)

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْقَآئِمِيْنَ سے مراد نمازی ہیں۔(4)

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، ابن منیع، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے تو عرض کی یارب! میں فارغ ہو چکا ہوں۔فرمایا لوگوں میں حج کا اعلان کرو۔عرض کی یارب! میری آواز کہاں تک پہنچے گی، تو

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 168 2۔مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 293 (3056)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 168 4۔ایضاً

فرمایا اعلان کر پہنچانا میرا کام ہے۔ عرض کی یا رب! کیسے کہوں؟ فرمایا اس طرح کہو یَا اَیُّهَا النَّاسُ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْحَجُّ اِلَی الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ...... پس آپ کی آواز کو ہر آسمان اور زمین کے درمیان رہنے والے شخص نے سن لیا۔ تم دیکھتے ہو کہ لوگ دور دور سے تلبیہ کہتے ہوئے اس کے پاس آتے ہیں (یہ اسی اعلان کا ثمرہ ہے)۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ تعمیر کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ لوگوں میں حج کا اعلان کرو۔ آپ نے یہ اعلان فرمایا تمہارے پروردگار نے گھر بنایا ہے اور تمہیں اس کا حج کرنے کا حکم دیا ہے۔ پس ہر پتھر، درخت، ٹیلہ، مٹی یا جس چیز نے بھی آپ کی بات سنی اس نے جواب دیا اور کہا لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو لوگوں میں حج کا اعلان کرنے کا حکم دیا تو آپ جبل ابوقبیس پر چڑھ گئے۔ آپ نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں پر رکھیں اور کہا اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے، اپنے پروردگار کا حکم مانو۔ جو لوگ ابھی مردوں کے صلبوں اور عورتوں کے رحموں میں تھے سب نے تلبیہ کہہ کر جواب دیا۔ سب سے پہلے اہل یمن نے جواب دیا، اس وقت سے قیامت تک جتنے لوگ حج کریں گے وہ سب ایسے لوگ ہوں گے جنہوں نے ابراہیم علیہ السلام کی آواز کا جواب دیا تھا۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے ایک ضعیف سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے حج کا اعلان فرمایا تو مخلوق خدا نے لبیک کہا۔ جس نے ایک مرتبہ لبیک کہا وہ ایک مرتبہ حج کرے گا اور جس نے دو مرتبہ لبیک کہا وہ دو مرتبہ حج کرے گا اور جس نے زیادہ کہا وہ زیادہ مرتبہ حج کرے گا۔(3)

امام ابن جریر نے ابن عباس سے وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ کے تحت روایت فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم ایک پتھر پر کھڑے ہوئے اور اعلان فرمایا اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے پس آپ کی آواز سن لی جو ابھی مردوں کی صلبوں میں اور عورتوں کی رحموں میں تھے اور جن کے متعلق علم الٰہی میں طے ہو چکا تھا کہ انہوں نے حج کرنا ہے تو انہوں نے لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ کہا۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ کے تحت روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم کی آواز ہر مذکر و مؤنث کو پہنچائی گئی۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب ابراہیم تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حج کے اعلان کرنے کی وحی فرمائی۔ آپ باہر نکلے اور لوگوں میں اعلان کیا اے لوگو! تمہارے رب نے ایک گھر بنایا ہے، تم اس کا حج کرو۔ پس اس وقت کسی انسان، جن، درخت، ٹیلہ، مٹی، پہاڑ، پانی اور کسی دوسری چیز نے آواز نہیں سنی مگر اس نے لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ کہا۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 169 2۔ ایضاً 3۔ الفردوس للدیلمی، جلد 3، صفحہ 425 (5303)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا جلد 17، صفحہ 169 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 170

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے کتاب الاذان میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اذان، ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اذان سے لی گئی ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے نماز کے لیے اذان دی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلاؤ تو آپ نے مشرق کی طرف منہ کر کے آواز دی پھر مغرب کی طرف منہ کر کے آواز دی پھر شام کی طرف منہ کر کے آواز دی پھر یمن کی طرف منہ کر کے آواز دی تو لبیک لبیک کے ساتھ جواب دیا گیا۔

امام ابن ابی حاتم نے علی بن ابی طلحہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کا اعلان کرنے کا حکم دیا تو آپ پتھر پر کھڑے ہوئے اور کہا اے لوگو! اللہ تعالیٰ تمہیں حج کرنے کا حکم فرماتا ہے تو جو مخلوق اس وقت زمین پر تھی اور جو عورتوں کے ارحام میں تھے اور جو مردوں کے اصلاب میں تھے اور جو سمندروں میں تھے سب نے کہا لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ۔

عبد بن حمید نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت جبرئیل نے حضرت ابراہیم کو کہا کہ حج کا اعلان کرو تو حضرت ابراہیم نے کہا کیسے اعلان کروں، جبرئیل نے کہا یوں تین مرتبہ کہو اے لوگو! اپنے رب کا حکم قبول کرو، پس بندوں نے لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَبَّیْكَ کہا۔ پس اس دن جنہوں نے ابراہیم کا جواب دیا وہ حج کی سعادت سے بہرہ ور ہوگا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو ابراہیم علیہ السلام کو حج کا اعلان کرنے کا حکم ملا۔ آپ صفا پر چڑھے، آپ نے بلند آواز سے ندا دی جسے مشرق و مغرب کے درمیان موجود لوگوں نے سن لیا (آپ نے یہ آواز دی تھی) اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ۔ پس آپ کی ندا کا جواب دیا جو موجود تھے اور انہوں نے بھی جواب دیا جو اپنے آباء کی اصلاب میں سب نے کہا لبیک۔

مجاہد فرماتے ہیں: جنہوں نے اس وقت ابراہیم علیہ السلام کو جواب دیا تھا وہ اب بیت اللہ کا حج کر رہے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حج کا اعلان فرمایا تو کہا اے لوگو! اپنے رب کا حکم مانو۔ پس ہر رطب ویابس نے لبیک کہا۔

امام سعید بن منصور، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب ابراہیم علیہ السلام کو حج کا اعلان کرنے کا حکم دیا گیا تو آپ المقام پر کھڑے ہوئے اور اتنی بلند آواز سے ندا دی کہ مشرق و مغرب کے درمیان والوں نے سن لی، اے لوگو! اپنے رب کا حکم مانو! (1)

امام سعید بن منصور، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم نے عرض کی یارب میں کیسے اعلان کروں فرمایا اس طرح کہو اے لوگو! اپنے رب کا حکم مانو۔ پس پہاڑ، درخت وغیرہ جو مخلوق خدا تھی سب نے لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ کہا۔ پس یہ تلبیہ بن گیا۔

ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے: جس پتھر پر کھڑے ہو کر آپ نے اعلان فرمایا وہ زمین میں بلند

1۔ شعب الایمان، باب فی المناسک، جلد 3، صفحہ 439 (4000)، دارالکتب العلمیہ بیروت (مفہوم)

ترین پہاڑ کی طرح بلند ہو گیا تھا۔ پس آپ نے حج کا اعلان فرمایا تو آپ کی آواز ساتوں سمندروں کے نیچے سنائی دی اور سننے والوں نے کہا لبیک اَطَعْنَا، لَبَّيْكَ اَجَبْنَا۔ پس اس وقت جنہوں نے لبیک کہا قیامت تک انہی لوگوں میں سے حج کریں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم کو اعلان حج کا حکم ملا تو آپ نے عرض کی یارب! میں کیسے اعلان کروں؟ فرمایا اس طرح کہو لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم نے تلبیہ کہا۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب حضرت ابراہیم کو حج کے اعلان کا حکم ملا تو آپ پتھر پر کھڑے ہو گئے اور اعلان فرمایا آپ کی آواز کو تمام زمین والوں نے سن لیا (آپ کا اعلان یہ تھا) خبردار! غور سے سنو بے شک تمہارے پروردگار نے گھر بنایا ہے اور اس نے تمہیں اس کا حج کرنے کا حکم دیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کے قدموں کے نشانات کو پتھر میں ثبت فرما کر ایک معجزہ بنا دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت عطاء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم علیہ السلام صفا پہاڑی پر چڑھے اور کہا اے لوگو! اپنے رب کا حکم تسلیم کرو۔ پس مردوں کے اصلاب میں جو زندہ تھا اس نے بھی آپ کی آواز سن لی۔

امام عبد بن حمید نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہر جن وانس، شجر و حجر سب نے ابراہیم کو جواب دیا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی رحہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرمایا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لوگوں میں حج کرنے کے اعلان کا حکم ملا تو آپ کے لیے پہاڑ جھک گئے اور زمین بلند کی گئی۔ آپ نے کھڑے ہو کر یہ اعلان فرمایا اے لوگو! اپنے رب کا حکم تسلیم کرو۔

ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم جبل ابی قبیس پر چڑھے اور کہا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ اِبْرٰهِيْمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں میں حج کا اعلان کروں، اے لوگو! اپنے پروردگار کا حکم تسلیم کرو۔ پس قیامت تک وہ جواب دے گا جس سے اللہ تعالیٰ نے حج کا عہد لیا۔

ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اَذِّنْ فِي النَّاسِ میں النَّاسِ سے مراد اہل قبلہ ہیں، کیا تم نے یہ ارشاد نہیں سنا اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۞ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا (آل عمران: 97) پس بیت اللہ میں وہ داخل ہوں گے جن میں اعلان کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جن پر حج فرض کیا گیا ہے۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: رِجَالًا کا مطلب پیدل چلنا ہے اور ضَامِرٍ سے مراد اونٹ ہے اور عَمِيْقٍ سے مراد بعید ہے۔ (2)

امام الخطیب رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے ابن عباس کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے کسی چیز پر افسوس نہیں ہے مگر یہ کہ میں نے پیدل حج نہیں کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ۔ ابن عباس اسی طرح پڑھتے تھے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 171، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ، ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے کسی چیز کے فوت ہونے کا افسوس نہیں مگر یہ کہ میں نے پیدل حج نہیں کیا حتی کہ مجھے بڑھاپے نے آلیا، اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سنتا ہوں یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے رِجَالًا (پیدل چلنے والوں) کا ذکر کیا ہے اور پھر سواروں کا ذکر کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام دونوں نے پیدل حج کیا۔(1)

امام ابن خزیمہ، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے مکہ سے پیدل حج (شروع) کیا حتی کہ حج (مکمل کرنے کے لیے) مکہ میں لوٹ آیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے سات سو نیکیاں حرم کی نیکیوں میں سے لکھے گا۔ پوچھا گیا حرم کی نیکیاں کیا ہیں؟ فرمایا ہر نیکی کے بدلے ایک لاکھ نیکیاں۔(2)

امام ابن سعد، ابن مردویہ اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ سوار حاجی کے لیے ہر قدم کے بدلے جو اس کی سواری اٹھاتی ہے، ستر نیکیاں ہیں اور پیدل حج کرنے والے کے لیے ہر قدم کے بدلے سات سو نیکیاں حرم کی نیکیوں میں سے ہیں۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! ﷺ حرم کی نیکیاں کیا ہیں؟ فرمایا ایک نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے۔

امام بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اور بیہقی نے اسے ضعیف کہا ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ملائکہ سوار حاجیوں کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں اور پیدل حج کرنے والوں کے ساتھ معانقہ کرتے ہیں۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رِجَالًا سے مراد پیادہ اور ضَامِرٍ سے مراد اونٹ (پر سوار) اور فَجٍّ عَمِيْقٍ سے مراد دور کا علاقہ ہے۔(4)

ابن جریر اور عبد الرزاق نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگ حج کرتے تھے اور زاد راہ ساتھ نہ لاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے وَتَزَوَّدُوْا کا ارشاد نازل فرمایا۔ اور لوگ حج کرتے تھے اور سوار نہیں ہوتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ۔ کا ارشاد نازل فرمایا لوگوں کو زاد راہ لینے کا بھی حکم فرمایا اور سوار ہونے اور تجارت کرنے کی بھی رخصت عطا فرمائی۔(5)

امام الطستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے فَجٍّ عَمِيْقٍ کا مطلب پوچھا تو انہوں نے فرمایا: دور کا راستہ۔ نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں، کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

فَسَارُوْا الْعَنَاءَ وَسَدُّوْا الْفِجَاجَ بِاَجْسَادِ عَادٍلَهَا آيِدَاتٌ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 171 2۔ شعب الایمان، کتاب المناسک، جلد 3، صفحہ 431 (3981)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، باب فی المناسک، جلد 3، صفحہ 474 (4099)

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 171، دار احیاء التراث العربی بیروت 5۔ ایضاً

''پس وہ تھکے ہوئے چلے اور دور کا راستہ اجساد کے ساتھ روک دیا''۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رِجَالًا اور عَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ سے مراد پیدل اور سوار ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: عَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ سے مراد وہ شخص ہے جس کو سواری پہنچائے اور کمزور ہو جائے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ فَجٍّ عَمِیْقٍ سے مراد دور کا راستہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی دور کا علاقہ کیا ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔(1)

امام عبد الرزاق نے المصنف میں جبیر بن عمیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک قافلہ سے ملے جو بیت اللہ شریف کی طرف جا رہے تھے۔ فرمایا تم کون ہو؟ ان میں جو کم عمر شخص تھا اس نے کہا اللہ کے مسلمان بندے! حضرت عمر نے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا فَجٍّ عَمِیْقٍ (دور کے راستہ سے)۔ حضرت عمر نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ۔ حضرت عمر نے کہا اللہ کی قسم! اپنے کلام کی تفسیر کرو۔ حضرت عمر نے کہا تمہارا امیر کون ہے؟ اس جوان نے ایک بوڑھے کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت عمر نے فرمایا بلکہ تم امیر ہو۔ اتنی کم عمری میں جس نے یہ جواب دیا۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ عربوں کے بازار تھے، یہاں اللہ تعالیٰ نے مَنَافِعَ سے مراد دنیا لی ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ مَنَافِعَ سے مراد دنیا و آخرت کے منافع ہیں۔ منافع الآخرۃ سے مراد رضاء الٰہی ہے اور منافع الدنیا سے مراد اس دن جانوروں کا گوشت حاصل کرنا اور تجارت کرنا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ مَنَافِعَ سے مراد آخرت کا اجر اور دنیا میں تجارت ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل سے روایت کیا ہے: وَیَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ یعنی جانوروں کو نحر کرتے وقت اللہ کا نام لو۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَیَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فرماتے ہیں: کہا جاتا تھا کہ جب تم اپنی قربانی ذبح کرو تو بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ هٰذَا مِنْكَ وَلَكَ عَنْ فُلَانٍ کہو پھر کھاؤ اور کھلاؤ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یعنی پڑوسی پھر جو قریبی ہو۔

امام ابوبکر المروزی نے کتاب العیدین میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ سے مراد ایام العشر (ذی الحجہ کے دس دن) ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 172
2۔ مصنف عبد الرزاق، باب القوم یجتمعون، جلد 2، صفحہ 259 (3824)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 172
4۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 173

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ سے مراد دس ذی الحجہ اور بعد کے تین دن ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ سے مراد ایام تشریق ہیں۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ سے مراد ایام تشریق ہیں اور بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ سے مراد بدن (اونٹ) ہے۔(2)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ اور معدودات کل چار ایام ہیں۔ مَّعْلُوْمٰتٍ سے مراد یوم النحر اور بعد کے دو دن ہیں اور معدودات سے مراد یوم النحر کے بعد کے تین دن ہیں۔

ابن المنذر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ سے مراد یوم النحر اور بعد کے تین دن ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ سے مراد ساتویں، آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کے دن ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطاء اور مجاہد سے روایت کیا ہے کہ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ سے مراد ذی الحجہ کے دس ایام ہیں۔

حضرت سعید بن جبیر اور الحسن رحمہما اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین اپنی قربانیوں کا گوشت نہیں کھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْبَآىِٕسَ الْفَقِيْرَ۔ پس مسلمانوں کو رخصت دی جو چاہے کھائے جو چاہے نہ کھائے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، المنذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت مجاہد سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ رخصت ہے اگر چاہے تو کھائے چاہے تو نہ کھائے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے فرمایا وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا (المائدہ:2)۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوْا یعنی جب تم جانور ذبح کرو تو ہدیہ دو، خود کھاؤ، فقیروں کو کھلاؤ اور قربانیوں کا گوشت اپنے پاس رکھو۔

عبد بن حمید نے ابو صالح الحنفی سے روایت کیا ہے کہ فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْبَآىِٕسَ الْفَقِيْرَ کا حکم قربانیوں کے متعلق ہے۔

امام عبد بن حمید نے عطاء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: چاہے تو ہدی اور قربانی سے کھائے اور اگر چاہے تو نہ کھائے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: فَكُلُوْا مِنْهَا کہ ابن مسعود جس شخص کو ہدی دے کر بھیجتے تھے تو اسے کہتے تیسرا حصہ خود کھانا، ایک تیسرا حصہ صدقہ کرنا اور ایک تیسرا حصہ آل عتبہ کو ہدیہ دینا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اونٹ سے ایک ٹکڑا کاٹا پھر اسے ہنڈیا میں ڈالا گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس گوشت کو کھایا اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 174 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

اس کا شور بابپا۔ سفیان فرماتے ہیں: اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَكُلُوْا مِنْهَا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الْبَآىِٕسَ سے مراد اپاہج ہے۔ (1)

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے الْبَآىِٕسَ کا مطلب پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس سے مراد وہ شخص ہے جو شدت ضرورت کے باوجود کچھ نہ پائے۔ نافع نے پوچھا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں، کیا تو نے طرفہ کا شعر نہیں سنا:

يَغْشَاهُمُ الْبَائِسُ الْمُدْقِعُ ۔۔۔ وَالضَّيْفُ وَجَارٌ مُجَاوِرٌ جُنُبُ

"انتہائی مجبور اور ضرورت مند اور مہمان اور پڑوسی ان پر غالب آگئے"۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے: الْبَآىِٕسَ سے مراد وہ شخص ہے جو لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْبَآىِٕسَ سے مراد وہ شخص ہے جو انتہائی بھوکا ہو۔ اور فقیر سے مراد ضعیف ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْبَآىِٕسَ الْفَقِيْرَ دونوں کا ایک معنی ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ الْبَآىِٕسَ الْفَقِيْرَ سے مراد وہ شخص ہے جو اپاہج ہو اور فقیر ہو۔

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾

"پھر چاہیے کہ دور کریں اپنی میل کچیل اور پوری کریں اپنی نذریں اور طواف کریں اس گھر کا جو بہت قدیم ہے"۔

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ تَفَثَهُمْ سے مراد تمام مناسک ہیں۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ تَفَثَهُمْ سے مراد تمام مناسک حج کا ادا کرنا ہے۔ (3)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ تَفَثَهُمْ سے مراد سر کا حلق کرانا، رخساروں کے بال اکھیڑنا، بغلوں کے بال صاف کرنا، زیر ناف بال صاف کرنا، وقوف عرفہ کرنا، صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا، رمی الجمار کرنا، ناخن کاٹنا، مونچھیں کاٹنا اور ذبح کرنا ہے۔ (4)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ تَفَثَهُمْ سے مراد سر کا حلق کرانے، کپڑے پہننے اور ناخن کاٹنے وغیرہ کے ساتھ احرام کھولنا ہے۔ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ یعنی جن جانوروں کی تم نے نذر مانی ہوئی ہے ان کو نحر کرو۔ (5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روای کیا ہے کہ تَفَثَهُمْ سے مراد ہر وہ کام ہے جو احرام کی وجہ سے حرام ہو گیا تھا اور وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ فرماتے ہیں: اس سے مراد حج کی نذر کو پورا کرنا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 175، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 176
4۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 175 5۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 177

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تَفَثَهُمْ سے مراد سر کا حلق کرانا، زیر ناف بال صاف کرنا، بغلوں کے بال اکھیڑنا، مونچھیں کاٹنا، ناخن کاٹنا، رمی جمار کرنا، (قبضہ سے زائد) داڑھی کاٹنا ہے۔ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ فرماتے ہیں: اس سے مراد حج کی نذر کو پورا کرنا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تَفَثَهُمْ سے مراد زیر ناف بال صاف کرنا، بغلوں کے بال اکھیڑنا، مونچھیں کاٹنا اور ناخن کاٹنا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وَلْيَطَّوَّفُوا سے مراد دس ذی الحجہ کا واجب طواف ہے۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے بھی یہی روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَلْيَطَّوَّفُوا سے مراد طواف زیارت ہے اور ابن جریر کے الفاظ یہ ہیں کہ دسویں کے دن کا طواف زیارت مراد ہے۔(2)

امام بخاری نے تاریخ میں، ترمذی، انہوں نے اس کو حسن کہا ہے، ابن جریر، طبرانی، حاکم، انہوں اسے صحیح کہا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عبد اللہ بن زبیر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے (کعبہ کو) بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے جابر لوگوں سے آزاد کیا اور کبھی اس پر جابر شخص غالب نہ آیا۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ اس لیے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے جابر لوگوں سے آزاد کیا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا نام بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ اس لیے رکھا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جابر لوگوں سے آزاد کیا، کبھی اس پر کسی جابر کو نہ چھوڑا(4)، ایک روایت میں ہے کہ کوئی جابر زمین میں نہیں ہے جو دعویٰ کرے کہ کعبہ اس کا ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا نام بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ اس لیے رکھا کیونکہ جس نے بھی اس سے برائی کا ارادہ کیا وہ ہلاک ہو گیا۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس کو بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ اس لیے فرمایا کیونکہ اسے نوح علیہ السلام کے زمانہ میں غرق ہونے سے آزاد کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ اس کو بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ اس لیے فرمایا کیونکہ یہ سب سے پہلے بنایا گیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیت اللہ کا طواف پناہ گاہ بنایا گیا ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ابلیس کو ان کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 176
2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 179
3۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 304 (3170)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 178

اس نے انکار کر دیا۔ رحمن نے ناراضگی کا اظہار فرمایا تو ملائکہ نے بیت اللہ کی پناہ لی حتی کہ رحمن کی ناراضگی ختم ہو گئی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ارد گرد طواف فرمایا۔

امام سفیان بن عیینہ، طبرانی، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حطیم، بیت اللہ کا حصہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پیچھے سے طواف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ طواف وداع واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو حجرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے ابن عباس نے فرمایا کہ تم سورۂ حج پڑھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ۔ حج کا آخری عمل بیت اللہ کا طواف ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگ منیٰ سے ہی گھروں کو چلے جاتے تھے۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کا آخری عمل بیت اللہ کا طواف ہو، لیکن حیض والی عورتوں کو رخصت دی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الشعب میں حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو آدمی بیت اللہ کے سات چکر لگائے تو وہ سوائے تکبیر و تہلیل کے کوئی بات نہ کرے تو یہ غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے کعبہ کے سات چکر لگائے اور پھر دو رکعتیں پڑھیں تو وہ اس دن کی مثل ہوگا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے بیت اللہ کا طواف کیا اس کا ثواب ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ، حاکم، انہوں نے اسے صحیح کہا ہے اور بیہقی نے الشعب میں ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے جنہیں اس نے شمار کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے ایک نیکی لکھے گا اور ایک گناہ مٹائے گا اور اس کا ایک درجہ بلند ہوگا اور ایک گردن آزاد کرنے کا ثواب ہوگا۔ (3)

امام ابن عدی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو عقال رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، میں نے بارش میں حضرت انس کے ساتھ طواف کیا تو انہوں نے ہمیں بتایا: نئے سرے سے عمل کرو، اللہ تعالیٰ نے تمہارے پہلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ میں نے اسی دن کی مثل میں تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں طواف کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نئے سرے

1۔ مستدرک حاکم، کتاب المناسک، جلد 1، صفحہ 630 (1688)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی المناسک، جلد 3، صفحہ 454 (4048)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 452 (4041)

سے عمل شروع کرو، پہلے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت محمد بن المنکدر عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے اور اس طواف میں کوئی لغو بات نہ کی تو اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: جس نے بیت اللہ کے پچاس طواف کیے وہ گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح اس دن تھا جب کہ اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم رحمہما اللہ (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے بنی عبد مناف! کسی کو اس گھر کا طواف کرنے اور نماز پڑھنے سے نہ روکو، خواہ جس گھڑی رات یا دن میں طواف کرے یا نماز پڑھے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے عصر کے بعد بیت اللہ کا طواف کیا اور دو رکعتیں طواف پڑھیں، ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: یہ باقی شہروں کی طرح نہیں ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ جب بیت اللہ کا طواف کرتے تو ہر طواف میں حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام کرتے۔(4)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطاب کو حجر اسود کو چومتے ہوئے اور اس پر سجدہ کرتے ہوئے دیکھا پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے رکن یمانی کو بوسہ دیا اور اس پر اپنے رخسار رکھے۔(5)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح کہا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس فرماتے تھے کہ اس حدیث کو یاد کرو اور وہ اس کو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کرتے تھے، نبی کریم ﷺ دونوں رکنوں کے درمیان یہ دعا مانگتے تھے رَبِّ قَنِّعْنِي بِمَا رَزَقْتَنِي وَ بَارِكْ لِي فِيهِ وَاخْلُفْ عَلَيَّ كُلَّ غَائِبَةٍ بِخَيْرٍ۔(6)

امام ترمذی اور حاکم رحمہما اللہ (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیت اللہ کا طواف نماز کی مثل ہے لیکن تم طواف میں باتیں کرتے ہو۔ پس جو طواف میں بات کرے تو وہ خیر کی بات کرے۔(7)

الحاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے طواف کے دوران پانی پیا۔(8)

1۔شعب الایمان، باب فی المناسک، جلد 3، صفحہ 452 (4043)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ایضاً، جلد 3، صفحہ 454 (4049)
3۔مستدرک حاکم، کتاب المناسک، جلد 1، صفحہ 617 (1643)، دارالکتب العلمیہ بیروت 4۔ایضاً، جلد 1، صفحہ 626 (1676)
5۔ایضاً (1675) 6۔ایضاً، جلد 1، صفحہ 626 (1674)
7۔سنن ترمذی، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 293 (960)، دارالحدیث القاہرہ
8۔مستدرک حاکم، کتاب المناسک، جلد 1، صفحہ 631 (1679)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں حضرت عبد الاعلیٰ التیمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے طواف کے دوران کیا دعا مانگوں۔ فرمایا یہ دعا مانگو اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذُنُوْبِیْ وَ خَطَئِیْ وَعَمْدِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ اِنَّكَ اِنْ لَا تَغْفِرْلِیْ تُهْلِكْنِیْ۔(1)

احمد اور حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے ابن جریج سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے عطاء سے کہا کیا تو نے ابن عباس سے سنا تھا؟ فرمایا تمہیں بیت اللہ کے طواف کا حکم دیا گیا ہے اور تمہیں اس میں داخل ہونے کا حکم نہیں دیا گیا۔ فرمایا ہمیں اس میں داخل ہونے سے منع نہیں فرمایا۔ لیکن میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے اسامہ بن زید نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے پھر باہر تشریف لائے تو بیت اللہ کی طرف دو رکعتیں ادا فرمائیں اور فرمایا یہ قبلہ ہے۔(2)

امام حاکم نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح کہا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے اٹھ کر باہر تشریف لے گئے جب کہ آپ کی آنکھیں ٹھنڈی اور نفس خوش تھا یعنی آپ خوش وخرم تھے۔ پھر جب واپس تشریف لائے تو پریشان تھے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے پاس سے گئے تو خوش تھے (اب کیا ہوا ہے) فرمایا میں کعبہ میں داخل ہوا، میں نے پسند کیا کہ میں نے ایسا نہ کیا ہوتا، مجھے اندیشہ ہو رہا ہے کہ میں اپنے بعد اپنی امت کو تھکانے والا ہوں۔(3)

امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں تعجب ہے مسلمان آدمی کے لیے۔ جب وہ کعبہ میں داخل ہوتا ہے تو اس کی چھت کی طرف نگاہ اٹھانے کے وقت اللہ تعالیٰ کے اجلال اور تعظیم کو چھوڑ دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کی جگہ سے نظر نہ ہٹائی حتی کہ باہر تشریف لائے۔(4)

ذٰلِكَ ۗ وَ مَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ وَ اُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۗ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾

"ان احکام کو یاد رکھو اور جو شخص تعظیم کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تو یہ بہتر ہے اس کے لیے اس کے رب کے ہاں اور حلال کیے گئے تمہارے لیے جانور بجز ان کے جن کی حرمت پڑھی گئی تم پر، پس پرہیز کرو بتوں کی نجاست سے اور بچو جھوٹی بات سے۔ یکسر مائل ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف، نہ شریک ٹھہراتے ہوئے اللہ کے ساتھ

1۔ شعب الایمان، باب فی المناسک، جلد 3، صفحہ 453 (4044)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب المناسک، جلد 1، صفحہ 653 (1763)

3۔ ایضاً، (1762)　4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 652 (1761)

اور جو شریک ٹھہراتا ہے اللہ کے ساتھ تو اس کی حالت ایسی ہے گویا وہ گرا ہو آسمان سے پس اچک لیا ہو اسے کسی پرندے نے یا پھینک دیا ہو اسے ہوا نے کسی دور جگہ"۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حُرُمٰتِ اللّٰهِ سے مراد حج اور عمرہ اور وہ تمام گناہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء اور عکرمہ رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ حُرُمٰت سے مراد تمام گناہ ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حُرُمٰت سے مراد المشعر الحرام، البیت الحرام، المسجد الحرام اور البلد الحرام ہے۔(2)

ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ اور ابن ابی حاتم نے عیاش بن ابی ربیعہ المخزومی سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت ہمیشہ خیر پر ہوگی جب تک مکہ کا حق تعظیم بجالاتی رہے گی اور جب وہ اس حق کو ضائع کر دیں گے تو ہلاک ہو جائیں گے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ فرماتے ہیں: اس کا مطلب ہے کہ بتوں کی عبادت میں شیطان کی اطاعت سے اجتناب کرو۔ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ اور اللہ پر افتراء باندھنے اور اللہ تعالیٰ کی تکذیب سے اجتناب کرو۔(4)

امام احمد، ترمذی، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ایمن بن خریم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا: اے لوگو! جھوٹی گواہی، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے برابر ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (5)

امام احمد، عبد بن حمید، ابن داؤد، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت خریم بن فاتک الاسدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی، جب فارغ ہو گئے تو کھڑے ہو گئے اور تین مرتبہ فرمایا: جھوٹی گواہی، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے کے برابر ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ (6)

امام احمد، بخاری، مسلم اور ترمذی نے ابو بکرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں بڑے گناہوں پر آگاہ نہ کروں؟ ہم نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ضرور کرم فرمایئے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ والدین کی نافرمانی نہ کرنا۔ آپ پہلے ٹیک لگائے ہوئے تھے، آپ بیٹھ گئے اور فرمایا خبردار! غور سے سنو! جھوٹی گواہی۔ خبردار غور سے سنو! جھوٹ کی گواہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جملہ کو بار بار لوٹاتے رہے حتیٰ کہ ہم نے کہا کاش! آپ خاموش ہو جائیں۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 180، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 181

3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب فضل مکۃ، جلد 3، صفحہ 523 (3110)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 181 5۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 182 6۔ ایضاً

7۔ سنن ترمذی، کتاب البر والصلۃ، جلد 4، صفحہ 275 (1901)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد الرزاق، الفریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، الطبرانی اور الخرائطی نے مکارم الاخلاق میں اور بیہقی رحہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: جھوٹی گواہی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے برابر ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قَوْلَ الزُّوْرِ سے مراد جھوٹ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد کلام کے ساتھ شریک کرنا ہے۔ یہ اس طرح ہے کہ وہ لوگ بیت اللہ کا طواف کرتے تو اپنے تلبیہ میں کہتے لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ اِلَّا شَرِیْکٌ ھُوَ لَكَ تَمْلِکُهٗ وَمَا مَلَكَ ''میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں مگر وہ شریک جس کا تو مالک ہے اور تو اس کا بھی مالک ہے جس کا وہ مالک ہے''۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ یعنی اللہ کے لیے حج کرتے ہوئے شرک نہ کرتے ہوئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ شرک کرتے ہوئے حج کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ظاہر فرما دیا تو مسلمانوں کو فرمایا: تم اب حج کرو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے بغیر۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو لوگ حج کرتے تھے حالانکہ وہ مشرک ہوتے تھے۔ ان لوگوں کو حنفا، الحجاج کہا جاتا تھا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن القاسم مولی ابی بکر الصدیق سے روایت کیا ہے کہ مضر وغیرہ قبیلہ کے لوگ شرک کی حالت میں حج کرتے تھے اور جو مشرکین میں سے بیت اللہ کا حج نہیں کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے تم کہو حُنَفَآءَ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ یعنی حج کرو جب کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قرآن میں جہاں حُنَفَآءَ آیا ہے اس سے مراد مسلمان ہیں اور یہاں حُنَفَآءَ سے مراد حجاج ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حُنَفَآءَ سے مراد حجاج ہیں۔

حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حُنَفَآءَ سے مراد اتباع کرنے والے ہیں۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحہم اللہ نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ الآیہ اللہ تعالیٰ نے یہ مثال بیان فرمائی اس مشرک کی جو ہدایت سے بہت دور ہے اور ہلاکت میں ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ سَحِيْقٍ سے مراد بعید ہے۔(3)

ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝٣٢ لَكُمْ فِيْهَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 181 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 183 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 183

مَنَافِعُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَاۤ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۳۳﴾ وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿۳۴﴾

"حقیقت یہ ہے اور جو ادب و احترام کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا تو یہ (احترام) اس وجہ سے ہے کہ دلوں میں تقویٰ ہے۔ تمہارے لیے مویشیوں میں طرح طرح کے فائدے ہیں ایک معین مدت تک پھر ان کے ذبح کرنے کا مقام بیت عتیق کے قریب ہے۔ اور ہر امت کے لیے ہم نے مقرر فرمائی ہے ایک قربانی تا کہ وہ ذکر کریں اللہ تعالیٰ کا اسم (پاک) ان بے زبان جانوروں پر ذبح کے وقت جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائے ہیں۔ پس تمہارا خدا خدائے واحد ہے تو اسی کے آگے سر جھکاؤ۔ اور (اے محبوب) مژدہ سنائیے تواضع کرنے والوں کو"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ سے مراد قربانی کا جانور ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ کی تعظیم سے مراد ان جانوروں کو موٹا کرنا، ان سے بہتر سلوک کرنا اور ان کا احترام کرنا ہے اور اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى کے تحت فرماتے ہیں: اِلٰى اَنْ تُسَمّٰى بُدْنًا (یعنی ان کو بدنا کہنے تک)۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ کی تعظیم سے مراد جانوروں کو خوب موٹا کرنا، ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور ان کو اچھے طریقہ سے رکھنا ہے، لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى یعنی ان کو بدی کہنے سے پہلے تک تم ان کی پیٹھ، بال اور ان سے منافع حاصل کر سکتے ہو۔ جب وہ بدی بنا دیئے جائیں تو منافع حاصل کرنا درست نہیں۔(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت الضحاک اور عطاء سے روایت کیا ہے کہ ان میں منافع سے مراد ضرورت کے وقت ان پر سوار ہونا اور ان کے بالوں اور دودھ سے فائدہ اٹھانا ہے اَجَلٍ مُّسَمًّى سے مراد تیرا اسے قلادہ پہنانا ہے اور بدنہ بنانا ہے۔ ثُمَّ مَحِلُّهَاۤ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ فرماتے ہیں: دسویں ذی الحجہ کو منی میں ذبح کرنا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: ثُمَّ مَحِلُّهَاۤ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ کہ حرم میں جب داخل ہوگئی تو اپنے محل میں پہنچ گئی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن موسیٰ رحمہ اللہ سے ذٰلِكَ ۫ وَ مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ کے تحت روایت کیا ہے کہ وقوف عرفہ شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ ہے۔ مزدلفہ میں ٹھہرنا شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ ہے، البدن شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ ہیں، رمی جمار شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ سے ہے، الحلق شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ سے ہے۔ پس جو ان تمام چیزوں کی تعظیم کرتا ہے تو یہ دلوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 85-183	2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 184,85,88

کے تقویٰ کی وجہ سے ہے۔ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ اور تمہارے لیے ہر شعر میں منافع ہیں یہاں تک کہ تم دوسرے مشعر کی طرف منتقل ہو جاؤ اور ان تمام شعائر کا محل بیت اللہ کا طواف کرنا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: حرمات اللہ، اللہ کی ناراضگی سے اجتناب، آپ کی اطاعت کی اتباع یہ سب چیزیں شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مَنْسَكًا سے مراد عید ہے۔

عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے مَنْسَكًا کا مطلب خون بہانا ہے۔(2)

امام ابو داؤد، نسائی اور حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے عید الاضحیٰ کا حکم دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے عید الاضحیٰ بنائی ہے، اس شخص نے عرض کی: اگر میں مذکر یا مؤنث بکری کے ذبح کے علاوہ کچھ نہ کروں تو کیا صرف مجھ پر ذبح کرنا لازم ہے؟ فرمایا تم ناخن کاٹو، مونچھیں کاٹو اور زیر ناف بال صاف کر دو تو یہ عمل اللہ کی بارگاہ میں تیری قربانی کی تکمیل ہے۔

امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے، ذہبی نے اسے ضعیف کہا ہے) نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: جبرئیل آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تم نے ہماری عید کو کیسا پایا؟ جبرئیل نے کہا آپ اس کے ساتھ ایمان والوں پر فخر کر رہے ہیں، اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم جان لو کہ دنبہ، بکریوں کے نر سے بہتر ہے اور دنبہ بیل سے بھی افضل ہے اور دنبہ اونٹ سے بھی افضل ہے، اگر اللہ تعالیٰ اس (دنبہ) سے کوئی بہتر جانور جانتا تو ابراہیم کی قربانی کے عوض اسے قربان کرتا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مَنْسَكًا سے مراد مکہ ہے، اللہ تعالیٰ نے مکہ کے علاوہ کسی جگہ کو کسی امت کے لیے منسک نہیں بنایا۔

امام احمد، ابو داؤد، ترمذی، ابن ابی حاتم، حاکم رحمہم اللہ (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو عید الاضحیٰ کی نماز پڑھائی۔ جب خطبہ اور نماز سے فارغ ہوئے تو ایک مینڈھا منگوایا اور اسے خود ذبح فرمایا اور کہا بسم اللہ واللہ اکبر۔ پھر کہا اے اللہ! یہ میری طرف سے ہے اور میرے وہ امتی جنہوں نے قربانی نہیں کی، تمام کی طرف سے ہے۔

امام احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم اور حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن دو مینڈھے قربانی کیے۔ آپ نے جب انہیں لٹایا تو یہ کہا وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ اَنَا اَوَّلُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 184 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 189

3۔ مستدرک حاکم، باب الاضاحی، جلد 4، صفحہ 247 (7526)، دار الکتب العلمیہ بیروت

الْمُسْلِمِينَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ وَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَ اُمَّتِهٖ۔ پھر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا۔

امام ابن ابی الدنیا سے الاضاحی اور بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ذبح کے وقت یہ کہا: وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ اِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ۔

امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو سینگوں والے چتکبرے مینڈھے قربانی کیے اور بسم اللہ اور تکبیر پڑھی۔ (1)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب وہ ذبح کرتے تو بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّي کہتے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے اَسْلِمُوْا کا معنی اخلصوا روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے الْمُخْبِتِيْنَ کا معنی مُطْمَئِنِّيْنَ روایت کیا ہے۔ (2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا (نے ذم الغضب میں)، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت عمرو بن اوس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْمُخْبِتِيْنَ وہ لوگ ہوتے ہیں جو لوگوں پر ظلم نہیں کرتے اور جب ان پر ظلم کیا جاتا ہے تو انتقام نہیں لیتے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے الْمُخْبِتِيْنَ کا معنی مُتَوَاضِعِيْنَ (عاجزی کرنے والے) روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس کا معنی ڈرنے والا روایت کیا ہے۔

امام ابن سعد اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ جب ربیع بن خیثم کو دیکھتے تو فرماتے وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ اور ربیع کو فرماتے: میں آپ کو دیکھتا ہوں تو مجھے الْمُخْبِتِيْنَ یاد آجاتے ہیں۔

الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ الصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمْ وَ الْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳۵ وَ الْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۳۶ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ

1۔ صحیح بخاری، باب التکبیر عند الذبح، جلد 3، صفحہ 197، المطبعۃ المیمنۃ مصر 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 190

لَنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۭ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۭ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

''وہ لوگ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں اور جو صبر کرنیوالے ہیں ان (مصائب و آلام) پر جو پہنچتے ہیں انہیں اور صحیح صحیح ادا کرنے والے ہیں نماز کو اور ان چیزوں سے جو ہم نے انہیں عطا فرمائی ہیں وہ خرچ کرتے ہیں۔ اور قربانی کے فربہ جانوروں کو ہم نے بنایا ہے تمہارے لیے اللہ کی نشانوں میں سے، تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے پس لو اللہ تعالیٰ کا نام ان پر اس حال میں کہ ان کا ایک پاؤں بندھا ہوا اور تین پر کھڑے ہوں پس جب وہ گر پڑیں کسی پہلو پر تو خود بھی کھاؤ اس سے نیز کھلاؤ قناعت کرنے والے فقیر کو اور بھیک مانگنے والے کو۔ اسی طرح ہم نے فرمانبردار بنا دیا ان جانوروں کو تمہارے لیے تاکہ تم (اس احسان کا) شکریہ ادا کرو۔ نہیں پہنچتے اللہ تعالیٰ کو ان کے گوشت اور ان کے خون، البتہ پہنچتا ہے اس کے حضور تک تقویٰ تمہاری طرف سے۔ یوں اس نے فرمانبردار بنا دیا ہے انہیں تمہارے لیے تاکہ تم بڑائی بیان کرو اللہ تعالیٰ کی اس (نعمت) پر کہ اس نے تم کو ہدایت دی اور (اے حبیب!) خوشخبری دیجئے احسان کرنیوالوں کو''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ اللہ کے ذکر کے وقت ان کے دل عظمت شان الٰہی کی وجہ سے کانپتے ہیں، مصائب و آلام پر صبر کرتے ہیں اور نمازوں کو حکم الٰہی کے مطابق صحیح صحیح ادا کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے الْبُدْنَ کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر نے عبید اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الْبُدْنَ سے مراد اونٹ اور گائیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الْبُدْنَ سے مراد سم والا جانور ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ابن عمر سے روایت کیا ہے: الْبُدْنَ سے مراد اونٹ اور گائے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ الْبُدْنَ سے مراد اونٹ ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد الکریم سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: عطاء اور الحکم کا اختلاف ہوا اور عطاء نے کہا الْبُدْنَ اونٹ اور گائیں ہوتے ہیں الحکم نے کہا یہ صرف اونٹ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْبُدْنَ سے مراد اونٹ اور گائیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْبُدْنَ سے مراد گائیں ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت یعقوب الریاحی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے ایک شخص کو وصیت کی اور بدنہ کی وصیت کی۔ پھر میں ابن عباس کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

ایک شخص نے مجھے وصیت کی اور بدنہ کی وصیت کی، کیا میری طرف سے گائے کفایت کرے گی۔ انہوں نے فرمایا ہاں۔ پھر فرمایا تمہارا ساتھی کون ہے؟ میں نے کہا بنی ریاح سے ہے تو کون سے جانور پالتا ہے، بنو ریاح نے گائے سے اونٹ تک پالے ہیں، وہ تمہارا ساتھی ہے، گائے تو اسد اور عبد قیس کے لیے ہے۔

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ بدنہ کو بدنہ کہنے کی وجہ ان کا موٹا ہونا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ **لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ** میں ھا ضمیر سے بدنہ مراد ہے اگر سوار ہونے یا دودھ پینے کی ضرورت ہو تو تمہارے لیے ان میں خیر ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ **لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ** تمہارے لیے بدن میں منافع اور اجر ہے۔(1)

امام احمد، عبد بن حمید، ابن ماجہ، طبرانی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ فرمایا: تمہارے باپ ابراہیم کی سنت، عرض کی ہمارے لیے یا رسول اللہ! ﷺ اس میں کیا ہے؟ فرمایا ایک بال کے بدلے ایک نیکی۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اون کا کیا حکم ہے؟ ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے۔(2)

امام ابن عدی، دارقطنی، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عید کے دن قربانی سے افضل کسی چیز میں درہم خرچ کرنا نہیں ہے۔

امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے)، ابن ماجہ اور حاکم رحمہم اللہ (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے: قربانی والے دن اللہ کی بارگاہ میں خون بہانے سے زیادہ کوئی عمل ابن آدم کا محبوب نہیں ہے۔ قیامت کے روز یہ قربانی اپنے سینگوں، کھروں اور بالوں سمیت آئے گی اور اس کا خون اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زمین پر گرنے سے پہلے پہنچ جاتا ہے۔ پس قربانیاں خوش دلی سے کرو۔(3)

امام ابن ماجہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو قربانی کرنے کی گنجائش ہو اور قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں: سعید بن المسیب نے حج کیا اور ان کے ساتھ ابن حرملہ نے حج کیا۔ پس سعید نے مینڈھا خریدا اور اس کی قربانی دی، حرملہ نے چھ دینار میں دنبہ خریدا اور اس کو نحر کیا۔ سعد نے ان سے پوچھا کیا تیرے لیے ہماری سنت کافی نہ تھی۔ انہوں نے فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 192 2۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 483 (7337)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ سنن ترمذی، کتاب الاضاحی، جلد 4، صفحہ 70 (1463)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 481 (7334)

ارشاد سنا ہے: وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ۔ پس میں نے پسند کیا کہ میں اس خیر کو حاصل کروں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے میری راہنمائی کی ہے۔ ابن المسیب اس سے بہت خوش ہوئے اور وہ ان کی طرف سے یہ بات بیان کرتے تھے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے الحلیہ میں حضرت ابن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت صفوان بن سلیم رحمہ اللہ نے حج کیا اور ان کے پاس سات دنانیر تھے۔ ان کے ساتھ انہوں نے بدنہ خریدا، اسے کہا گیا کہ تمہارے پاس صرف سات دینار تھے جن کے ساتھ تم نے بدنہ خرید لیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد سنا ہے لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ۔

امام قاسم بن اصبغ اور ابن عبدالبر رحمہما اللہ نے التمہید میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: اے لوگو! قربانیاں کرو اور خوش دلی سے کرو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو بندہ اپنی قربانی کا قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے قیامت کے روز اس کا خون، سینگ اور اون سب میزان میں موجود ہوں گے اور اگر خون مٹی پر گرتا ہے تو وہ اللہ کی بارگاہ میں گرتا ہے حتیٰ کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کے مالک کو پورا پورا اجر عطا فرمائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تھوڑا عمل کرو زیادہ جزا دیے جاؤ گے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابوالاشد السلمی عن ابی عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: افضل قربانی وہ ہے جو مہنگی اور موٹی ہو۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قربانی کے دن لوگوں کے خون بہانے سے زیادہ از روئے اجر کے کوئی خرچ نہیں مگر وہ خرچ جو صلہ رحمی پر کیا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ کے تحت روایت کیا ہے: اگر دودھ کی احتیاج ہو تو بدنہ کا دودھ پی لے، سواری کی ضرورت ہو تو سوار ہو جائے، اگر اون کی ضرورت ہو تو وہ لے لے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے ابن عباس سے کہا کیا آدمی بغیر بوجھ کے بدنہ پر سوار ہو جائے؟ فرمایا بغیر کسی مشقت کے ان کا دودھ لے۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آدمی اپنے بدنہ پر معروف طریقہ سے سوار ہو جائے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہدی پر معروف طریقہ پر سوار ہو جاؤ حتیٰ کہ تم اسے سواری پاؤ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں سوار ہونے کی رخصت دی جب انہیں سوار ہونے کی ضرورت ہو۔

امام مالک، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا وہ اونٹ ہانک کر لے جا رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ۔ اس نے کہا

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 424، المکتب الاسلامی بیروت

یہ بدنہ ہے۔ فرمایا تیرے لیے ہلاکت ہو، اس پر سوار ہو جا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا وہ بدنہ یا ہدی ہانک کر لے جارہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر سوار ہو جا۔ اس نے کہا بدنہ ہے یا کہا ہدی ہے۔ فرمایا اگرچہ بدنہ ہے (سوار ہو جا)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے الاضاحی میں، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابوظبیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: جب تو بدنہ کو نحر کرنے کا ارادہ کرے تو اسے تین پاؤں پر کھڑا کر جب کہ اس کا ایک ہاتھ باندھا ہوا ہو پھر بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ کہہ۔ (2)

امام الفریابی، ابو عبید، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ صواف کا مطلب باندھے ہوئے کھڑے ہونا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بدنہ کو نحر کیا جب کہ وہ کھڑا تھا اور اس کا ایک ہاتھ باندھا ہوا تھا۔ اور فرمایا صَوَآفَّ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور مسلم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنا اونٹ بٹھایا جب کہ وہ اسے نحر کرنا چاہتا تھا تو ابن عباس نے فرمایا: اسے کھڑا کر اور اس کا ہاتھ باندھ دے۔ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن سابط رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام بدنہ کا بایاں ہاتھ باندھ دیتے تھے اور باقی تین ٹانگوں پر کھڑا کر کے نحر کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ وہ بدنہ کو نحر کرتے تو اس کا دایاں ہاتھ بندھا ہوا ہوتا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ بدنہ کیسے نحر کیا جائے؟ فرمایا اس کا بایاں ہاتھ باندھ دے اور دائیں ہاتھ کی طرف سے اسے نحر کرے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ نحر کرتے وقت بایاں ہاتھ باندھتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء سے روایت کیا ہے، فرمایا: دونوں ہاتھوں میں سے جو چاہے باندھ دے۔

امام ابن الانباری نے المصاحف میں اور الضیاء رحمہما اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَافِنَ پڑھتے تھے۔

امام ابن الانباری نے حضرت مجاہد سے صوافن کے تحت روایت فرمایا ہے کہ ایک ہاتھ باندھا ہوا ہو اور تین ٹانگوں پر کھڑا ہو۔

1۔ صحیح بخاری، باب تقلید النعل، جلد 1، صفحہ 217، المطبعۃ المیمنہ مصر

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 422 (3466)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ صحیح بخاری، باب نحر الابل مقیدۃ، جلد 1، صفحہ 218، المطبعۃ المیمنہ مصر

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن مسعود فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَافِنَ پڑھتے تھے، یعنی باندھے ہوئے کھڑے ہوئے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بھی صَوَافِنَ پڑھتے تھے۔ فرماتے: میں نے ابن عمر کو بدنہ نحر کرتے ہوئے دیکھا، وہ تین ٹانگوں پر کھڑا تھا اور چوتھی ٹانگ بندھی ہوئی تھی۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے جو صَوَافِنَ پڑھتے ہیں اس کا مطلب بندھا ہوا ہے اور جو صَوَآفَّ پڑھتے ہیں وہ اس کے ہاتھوں کا وصف بیان کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ جو صَوَآفَّ پڑھتا ہے اس کا مطلب کھڑی ہو اور جس کے ہاتھ باندھے ہوئے ہوں، جنہوں نے صوافن پڑھا ہے اس کا مطلب کھڑا ہونا اور بندھا ہوا ہونا ہے۔

ابن ابی شیبہ کے الفاظ میں الصواف کا مطلب چاروں ٹانگوں پر کھڑا ہونا اور صَوَافِنَ کا مطلب تین ٹانگوں پر کھڑا ہونا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابوعبید، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن الانباری نے المصاحف میں اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ صَوَآفَّ پڑھتے تھے فرماتے ہیں: اس کا مطلب خالص اللہ کے لیے ذبح کرنا ہے۔ یہ اس لیے فرمایا کہ مشرکین بتوں کے لیے ذبح کرتے تھے۔

امام ابوعبید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے صوافی یعنی یاء منصوبہ کے ساتھ پڑھا ہے اور فرمایا اس کا مطلب ہے خالص اللہ کے لیے ہو، شرک کا شبہ تک نہ ہو، یہ حکم اس لیے فرمایا کیونکہ زمانہ جاہلیت میں جب نحر کرتے تھے تو شرک کرتے تھے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے وَجَبَتْ کا مطلب گرنا روایت کیا ہے، یعنی جب وہ پہلو پر گر جائے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا معنی نحرت (نحر ہو جانا) روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی کیا ہے جب زمین پر گر جائے۔

امام ابوداؤد، نسائی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عبداللہ بن قرط رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پانچ یا چھ اونٹ پیش کیے گئے۔ وہ خود بخود آپ کی طرف جھک گئے جس سے چاہیں ذبح کا آغاز فرمائیں۔ جب وہ اپنے پہلوؤں پر گر گئے تو فرمایا جو چاہے ان کا گوشت کاٹ لے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ خود کھانے سے پہلے بدنہ سے کسی کو کھلاتے تھے۔ اور فرماتے فَكُلُوا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا، هُمَا سَوَاءٌ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: پہلے لوگ جو اللہ کے لیے ذبح

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 407 (1932)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الاضاحی، جلد 4، صفحہ 246 (7522)، دارالکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

کرتے تھے، اس سے نہیں کھاتے تھے۔ پھر انہیں ہدی، قربانی اور اس جیسے دوسرے جانوروں سے کھانے کی رخصت دی گئی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نذر کے جانور سے نہ کھایا جائے اور نہ شکار کی جزاء کے طور پر دیئے گئے جانور سے کھایا جائے اور نہ اس سے جو مساکین کے لیے ذبح کیا جائے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نذر سے نہ کھایا جائے، نہ کفارہ سے کھایا جائے اور نہ اس سے جو مساکین کے لیے مقرر کیا گیا ہو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ ہم قربانیوں میں سے اپنے پڑوسیوں، سائل اور سوال نہ کرنے والے کو کھلائیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ منی میں تھے اور یہ آیت پڑھی **فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ**۔ اور اپنے غلام سے کہا: یہ قانع وہ ہے جو اس پر قناعت کرتا ہے جو میں اسے عطا کرتا ہوں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ **الْقَانِعَ** سے مراد سوال نہ کرنے والا ہے اور **الْمُعْتَرَّ** سے مراد سوال کرنے والا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ **الْقَانِعَ** وہ ہے جو اسے مل جائے اس پر قناعت کرے اور **الْمُعْتَرَّ** وہ ہے جو بار بار سوال کرے اور ایک روایت میں فرمایا قانع وہ ہے جو اپنے گھر میں بیٹھا رہتا ہے۔

امام الطستی رحمہ اللہ، نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے حضرت نافع رحمہ اللہ نے **الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ** کے بارے پوچھا تو ابن عباس نے فرمایا: قانع وہ ہے جو اس پر قناعت کرے جو اسے مل جائے اور **الْمُعْتَرَّ** وہ ہے جو دروازوں پر مانگتا ہے، نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ ابن عباس نے کہا ہاں، کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

عَلٰی مُكْثِرِيهِمْ حَقُّ مَنْ يَعْتَرِيهِمْ وَعِنْدَ الْمُقِلِّينَ السَّمَاحَةُ وَالْبَذْلُ

''مال دار لوگوں پر دست سوال دراز کرنے والوں کا حق ہے اور غریب لوگوں کے پاس سماحت اور عجز ہے''۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور بیہقی نے سنن میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ان سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: **الْقَانِعَ** وہ ہے جس کو اس کے گھر میں مال بھیجا جائے اور **الْمُعْتَرَّ** وہ ہے جو تیرے پاس مانگنے کے لیے آئے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: **الْقَانِعَ** وہ ہے جو سوال کرتا ہے، **الْمُعْتَرَّ** وہ ہے جو سامنے آتا ہے لیکن سوال نہیں کرتا۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: **الْقَانِعَ** ایسا سائل ہے جو سوال کرے۔ پھر یہ شعر پڑھا:

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الضحایا، جلد 9، صفحہ 294، دار الفکر بیروت

لَمَالُ الْمَرْءِ يُصْلِحُهُ فَيُبْقِي مَعَاقِرَهُ أَعَفُّ مِنَ الْقُنُوعِ

''انسان کا مال اصلاح کرتا ہے اور اس کی دہشت کو باقی رکھتا ہے، تو سائل سے درگزر کر''۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْقَانِعَ وہ ہے جو سوال کرتا ہے اس کا جو تیرے ہاتھ میں ہے اور الْمُعْتَرَّ وہ ہے جو تیرے سامنے آئے تاکہ تو اسے کھلائے۔ ابن ابی شیبہ کے الفاظ اس طرح ہیں: الْمُعْتَرَّ وہ ہے جو تیرے سامنے آئے لیکن سوال نہ کرے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الْقَانِعَ وہ ہے جو تیرے سامنے طمع کرتا ہے لیکن سوال نہیں کرتا اور الْمُعْتَرَّ وہ ہے جو تجھے ملتا ہے اور تجھ سے سوال نہیں کرتا۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الْقَانِعَ وہ ہے جو سوال کرتا ہے تو اسے ہاتھ میں دیا جاتا ہے، الْمُعْتَرَّ وہ ہے جو مانگتا پھرتا ہے۔

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے: الْقَانِعَ سے مراد اہل مکہ اور الْمُعْتَرَّ سے مراد دوسرے تمام لوگ ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کیا ہے: الْقَانِعَ سے مراد سائل ہے اور الْمُعْتَرَّ سے مراد معتر البدان ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الْبَآئِسَ وہ ہوتا ہے جو جب بھی سوال کرتا ہے تو ہاتھ پھیلاتا ہے اور الْقَانِعَ وہ امیدوار ہے جو تیرے پڑوسیوں میں سے تیرے ذبیحہ کی امید رکھتا ہے۔ اور الْمُعْتَرَّ وہ ہے جو خود لوگوں کے سامنے آتا ہے لیکن سوال نہیں کرتا۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت القاسم بن ابی بزہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے اس آیت کے بارے سوال کیا گیا کہ کتنا گوشت کھایا جائے اور کتنا قانع اور معتر کو دیا جائے۔ انہوں نے فرمایا: اس گوشت کے تین حصے بناؤ۔ پوچھا گیا الْقَانِعَ کون ہے؟ فرمایا جو تیرے اردگرد ہے۔ پوچھا گیا اگرچہ اردگرد والوں نے خود بھی ذبح کیا ہو؟ فرمایا اگرچہ انہوں نے ذبح بھی کیا ہو اور الْمُعْتَرَّ وہ ہوتا ہے جو تیرے پاس آئے اور تجھ سے سوال کرے۔

امام ابن المنذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مشرکین جب ذبح کرتے تو خون کعبہ کی طرف لے جاتے اور کعبہ پر اسے مل دیتے۔ مسلمانوں نے بھی ایسا کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا: لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن جریر سے روایت کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ اونٹوں کے گوشت اور خون بیت اللہ پر ملتے تھے۔ صحابہ کرام نے کہا ہم اس عمل کے زیادہ حق دار ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے ابن جریج سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: النصب صنم نہیں ہیں، صنم وہ ہوتا ہے جس کی تصویر

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الضحایا، جلد 9، صفحہ 294، دارالفکر بیروت 2۔ ایضاً

بنائی جاتی ہے اورنقش بنایا جاتا ہے اور یہ پتھر تھے جو تین سو ساٹھ تھے اور نصب کیے گئے تھے۔ جب وہ جانور ذبح کرتے تو اس کا خون ان پتھروں پرمل دیتے جو بیت اللہ کی سامنے والی دیوار میں ہوتے اور گوشت کو کاٹ کر ان پتھروں پر رکھ دیتے، مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ زمانہ جاہلیت میں لوگ خون کے ساتھ بیت اللہ کی تعظیم کرتے تھے۔ پس ہم اس کی تعظیم کے زیادہ حق دار ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی بات کو ناپسند فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی **لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا**۔

امام ابن ابی حاتم نے مقاتل سے روایت کا ہے کہ **لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ** کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں نہیں پہنچتے۔ بدنہ کو نحر کرنا اللہ تعالیٰ کے خوف اور اطاعت کی وجہ سے ہے۔ تمہاری طرف سے اللہ کی بارگاہ میں اعمال صالحہ اور تقویٰ پہنچتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے **وَ لٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ** کے تحت روایت کیا ہے: جن اعمال سے اللہ کی رضا طلب کی گئی ہو وہ اللہ کی بارگاہ میں پہنچتے ہیں۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر تمہارا عمل پاکیزہ ہوگا اور تم خود پاک ہوگے، تو وہ تمہارا عمل تمہارے نیک اعمال تک پہنچ جائے گا اور قبول ہو جائے گا۔

ابن ابی حاتم نے ابن زید سے **لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ** کے تحت روایت کیا ہے کہ ان ایام میں اپنے ذبائح پر اللہ کا نام لو۔

امام الحاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بہتر لباس پہننے، عمدہ خوشبو لگانے اور موٹی قربانی کرنے کا حکم دیا اور (فرمایا) گائے سات آدمیوں کی طرف سے ہے اور اونٹ بھی سات آدمیوں کی طرف قربانی کیا جا سکتا ہے اور فرمایا ہم اعلانیہ تکبیر کہیں اور ہم پر وقار اور سکون ہو۔ (1)

اِنَّ اللّٰهَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۸﴾

"یقیناً اللہ تعالیٰ حفاظت کرتا ہے اہل ایمان کی (کفار کے مکر و فریب سے)، بے شک اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا کسی دھوکا باز احسان فراموش کو"۔

عبد بن حمید نے عاصم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے **یُدٰفِعُ** (یعنی الف کے ساتھ اور یاء کے رفع کے ساتھ) پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اس شخص کو کبھی ضائع نہیں فرماتا جو اس کی رضا کے لیے اس کے دین کی حفاظت کرتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ **لَا یُحِبُّ** کا مطلب لا یقرب ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اسے نعمت قرب عطا نہیں فرماتا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ قرآن میں جہاں **كَفُوْرٍ** آیا ہے اس سے مراد کفار ہیں۔

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ ﴿۳۹﴾

1۔ شعب الایمان، باب الصیام، جلد 3، صفحہ 342 (3715)، دار الکتب العلمیہ بیروت

''اذن دے دیا گیا (جہاد کا) ان (مظلوموں) کو جن سے جنگ کی جاتی ہے اس بنا پر کہ ان پر ظلم کیا گیا اور بے شک اللہ تعالیٰ ان کی نصرت پر پوری طرح قادر ہے''۔

امام عبدالرزاق، احمد، عبد بن حمید، ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے)، نسائی، ابن ماجہ، البزار، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، طبرانی، الحاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مکہ سے باہر نکلے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: ان لوگوں نے اپنے نبی کو (اپنے شہر) سے نکالا ہے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ قوم ہلاک ہو جائے گی۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا۔ ابن عباس اسے اذن پڑھتے تھے۔ ابوبکر نے کہا مجھے معلوم تھا کہ جنگ ہوگی۔ ابن عباس نے فرمایا: یہ پہلی آیت ہے جو جہاد کے بارے میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مومنین ہجرت کرتے ہوئے مکہ سے مدینہ طیبہ کی طرف نکلے، تو کفار قریش نے ان کا پیچھا کیا، اس وقت مسلمانوں کو جنگ کرنے کی اجازت ملی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ پہلی آیت جو نازل ہوئی وہ اس وقت نازل ہوئی جب مسلمانوں کو مکہ میں ابتلاء میں ڈالا گیا اور ان کے خاندان کے لوگ ہی ان کے درمیان حائل ہوئے تاکہ انہیں اسلام سے برگشتہ کردیں اور انہیں اپنے گھروں سے نکال دیں اور ان پر غلبہ کرلیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کو مکہ سے خروج کا حکم دیا اور انہیں جنگ کرنے کا بھی اذن مرحمت فرمایا۔

امام عبدالرزاق اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جہاد کے متعلق پہلی آیت یہ نازل ہوئی: اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ کے تحت وایت کیا ہے کہ مسلمانوں کو کفار سے جہاد کرنے کی اجازت دی گئی جب کہ دس سال ان کی زیادتیوں اور ستم رسانیوں سے درگزر کیا جاتا رہا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ نبی کریم اور صحابہ کرام کو جہاد کی اجازت کی گئی کیونکہ اہل مکہ نے ان پر ظلم کیا تھا جب انہوں نے انہیں اپنے گھروں سے نکالا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عثمان نے اپنے محل سے باغیوں کے اوپر جھانکا اور فرمایا: میرے پاس ایسا شخص بھیجو جو کتاب اللہ کا قاری ہو۔ تو انہوں نے صعصعہ بن صوحان کو

1۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 304 (3171)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، الکتاب بفرض الجہاد، جلد 2، صفحہ 579، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف عبدالرزاق، باب من ہاجر الی الحبشۃ، جلد 5، صفحہ 273، دارالکتب العلمیہ بیروت (عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

بھیجا، بات چیت ہوئی تو صعصعہ نے اپنے حق میں یہ آیت پڑھی اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ۔ حضرت عثمان نے اسے فرمایا تو نے جھوٹ بولا ہے، یہ تیرے اور تیرے ساتھیوں کے متعلق نہیں ہے لیکن یہ میرے اور میرے ساتھیوں کے بارے میں ہے۔

الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ یُذْكَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِیْرًا ؕ وَ لَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۴۰﴾ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾ وَ اِنْ یُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ عَادٌ وَّ ثَمُوْدُ ﴿ۙ۴۲﴾ وَ قَوْمُ اِبْرٰهِیْمَ وَ قَوْمُ لُوْطٍ ﴿ۙ۴۳﴾ وَّ اَصْحٰبُ مَدْیَنَ ۚ وَ كُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَیْتُ لِلْكٰفِرِیْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ ﴿۴۴﴾

"وہ (مظلوم) جن کو نکال دیا گیا تھا ان کے گھروں سے ناحق صرف اتنی بات پر کہ انہوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اور اگر اللہ تعالیٰ بچاؤ نہ کرتا لوگوں کا انہیں ایک دوسرے سے ٹکرا کر تو (طاقتور کی غارت گری سے) منہدم ہو جاتیں خانقاہیں اور گرجے اور کلیسے اور مسجدیں جن میں اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرمائے گا اس کی جو اس (کے دین) کی مدد کرے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ قوت والا (اور) سب پر غالب ہے۔ وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں اقتدار بخشیں زمین میں تو وہ صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوۃ اور حکم کرتے ہیں (لوگوں کو) نیکی کا اور روکتے ہیں (انہیں) برائی سے۔ اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہے سارے کاموں کا انجام۔ اور اگر یہ کفار آپ کو جھٹلاتے ہیں (تو کیا تعجب ہے) پس جھٹلایا تھا ان سے پہلے قوم نوح نے اور عاد و ثمود نے۔ اور قوم ابراہیم نے اور قوم لوط نے۔ اور مدین کے رہنے والوں نے (اپنے اپنے نبیوں کو) اور جھٹلائے گئے موسیٰ بھی تو (کچھ عرصہ) میں نے مہلت دی ان کفار کو (جب وہ باز نہ آئے) تو میں نے انہیں پکڑا (خود ہی بتاؤ) کتنا خوفناک تھا میرا عذاب"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد مکہ سے مدینہ طیبہ کی طرف محمد ﷺ اور صحابہ کرام کو کفار کا ہجرت پر مجبور کرنا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے عثمان بن عفان سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا

مِنْ دِیَارِهِمْ ہمارے متعلق نازل ہوئی اس کے بعد کہ ہمیں اپنے گھروں سے نکالا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں زمین میں اقتدار بخشا تو ہم نے نماز قائم کی زکوٰۃ ادا کی، نیکی کا حکم دیا برائی سے منع کیا اور یہ میرے لیے اور میرے ساتھیوں کے لیے ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ثابت بن عوسجہ الحضیر ی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مجھے علی اور عبد اللہ کے ستائیس شاگردوں نے بتایا، جن میں لاحق بن الاقمر اور العیر از بن جرول اور عطیہ القرظی بھی تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آیت اصحاب محمد ﷺ کے بارے نازل ہوئی: لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ، یعنی اگر اللہ تعالیٰ اصحاب محمد ﷺ کے ذریعے تابعین کا دفاع نہ کرتا تو منہدم کر دی جاتیں خانقاہیں۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے دَفْعُ اللّٰهِ پڑھا ہے یعنی بغیر الف کے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ کا مطلب یہ ہے کہ اگر قتال اور جہاد نہ ہوتا تو گرادی جاتی عبادت گاہیں۔

امام ابن المنذر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب ہے: اگر اللہ تعالیٰ مشرکین کو مسلمانوں کے ذریعے نہ روکتا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے، بعض کو بعض کے ذریعے شہادت (گواہی) اور حق میں روکا اور اس جیسی دوسری چیزوں میں روکا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو ہلاک ہو جاتیں خانقاہیں اور دوسری عبادت گاہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ صَوَامِعُ سے مراد وہ جگہیں ہیں جن میں راہب رہتے ہیں۔ اور بِیَعٌ سے مراد یہود کی عبادت گاہیں ہیں، صَلَوٰتٌ سے مراد عیسائیوں کے کلیسے ہیں اور مَسٰجِدُ سے مراد مسلمانوں کی مساجد ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بِیَعٌ سے مراد نصاریٰ کے کلیسے ہیں اور صَلَوٰتٌ سے مراد یہود کی عبادت گاہیں ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں: صَلَوٰتٌ سے مراد یہود کی عبادت گاہیں ہیں، وہ کنیسہ کو صلاۃ کہتے تھے۔

ابن ابی حاتم نے عاصم الجحدری سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے صَلَوٰتٌ پڑھا ہے، فرماتے ہیں: صلاۃ کیسے منہدم کی جاتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بِیَعٌ سے مراد نصاریٰ کے کلیسے ہیں اور صَلَوٰتٌ سے مراد نصاریٰ کی چھوٹی عبادت گاہیں ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: صَوَامِعُ راہبوں کی عبادت گاہیں، بیع النصاری، صلوات مساجد الصابئین، ان تمام کو صَلَوٰتٌ کہتے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 205، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 208

marfat.com

Marfat.com

امام عبدالرزاق، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ صَوَامِعُ سے مراد صابئین کی عبادت گاہیں ہیں، بِيَعٌ سے مراد نصاریٰ کے کلیسے ہیں اور صَلَوٰتٌ یہود کے گرجے ہیں اور مساجد مسلمانوں کی عبادت گاہیں ہیں۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ صَوَامِعُ راہبوں کی عبادت گاہیں ہیں، بِيَعٌ، یہود کے گرجے ہیں اور صَلَوٰتٌ اور مسٰجد اہل کتاب اور اہل اسلام کی راستوں پر عبادت گاہیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اہل اسلام کی نمازیں ختم ہو جاتی ہیں۔ جب ان پر دشمن حملہ کرتا ہے تو مساجد میں عبادت نہیں ہوتی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے یُذْکَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِیْرًا یعنی تمام مذکورہ عبادت گاہوں میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے، مساجد کو خاص نہیں فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ سے مراد حکمران ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں الْاَرْضِ سے مراد مدینہ طیبہ ہے اَقَامُوا الصَّلٰوةَ یعنی فرضی نماز ادا کرتے ہیں وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فرضی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں (وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ لا الٰہ الا اللہ کا حکم دیتے ہیں نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے سے منع کرتے ہیں۔ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ۔ اور جو کچھ انہوں نے کہا اللہ کی بارگاہ میں اس کا ثواب ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ان کا نیکی کا حکم دینا یہ ہے کہ وہ اللہ وحدہٗ کی طرف اور اس کی عبادت کی طرف بلاتے ہیں اور ان کا برائی سے روکنا یہ ہے کہ وہ شیطان اور بتوں کی عبادت سے روکتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فرماتے ہیں: اس امت پر اللہ کی یہ شرط ہے۔

فَكَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِیَ ظَالِمَةٌ فَهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِیْدٍ ﴿۴۵﴾

”پس کتنی بستیاں ہیں جنہیں ہم نے تہ وبالا کر ڈالا کیونکہ وہ ظالم تھیں۔ تو اب وہ گری پڑی ہیں اپنے چھتوں پر اور کتنے کنوئیں ہیں جو بیکار ہو چکے ہیں اور کتنے چونے سے بنے ہوئے مضبوط محل ہیں (جو ویران پڑے ہیں)“۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن المنذر نے قتادہ سے فَهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ ویران

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 408 (1938)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

پڑی ہیں ان میں کوئی شخص بھی نہیں ہے۔ بِئۡرٍ مُّعَطَّلَةٍ ان کنوؤں کے مالکوں نے انہیں بیکار کر دیا ہے اور ان کا استعمال اور دیکھ بھال چھوڑ دی ہے۔ قَصۡرٍ مَّشِيۡدٍ یعنی انہوں نے ان محلوں کو مضبوط بنایا تھا لیکن وہ ہلاک ہو گئے اور ان محلوں کو چھوڑ گئے۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بِئۡرٍ مُّعَطَّلَةٍ سے مراد ایسے کنویں ہیں جن کو ان کے مالکوں نے چھوڑ دیا ہو، ان کا اب کوئی مالک نہ ہو۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قَصۡرٍ مَّشِيۡدٍ سے مراد ایسا محل ہے جو چونے سے بنایا گیا ہو۔

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا کہ قَصۡرٍ مَّشِيۡدٍ کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے فرمایا جو جص اور پکی اینٹوں سے بنایا گیا ہو۔ نافع نے پوچھا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں، کیا تو نے عدی بن زید کا یہ شعر نہیں سنا:

شَادَهُ مَرْمَرًا وَجَلَّلَهُ كَلْسًا فَلِلطَّيْرِ فِي ذُرَاهُ وُكُوْرُ

"اس نے اسے سنگ مرمر سے پختہ بنایا ہے اور چونے اور گچ سے مزین کیا ہے، اس کی چوٹی پر پرندوں کے گھونسلے ہیں"۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے قَصۡرٍ مَّشِيۡدٍ کے تحت روایت کیا ہے: ایسا محل جو گچ اور چونے سے بنایا گیا ہو۔

امام عبد بن حمید اور عبد الرزاق نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایسا محل جو گچ سے تیار کیا گیا ہو۔ (3)

اَفَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَتَكُوۡنَ لَهُمۡ قُلُوۡبٌ يَّعۡقِلُوۡنَ بِهَاۤ اَوۡ اٰذَانٌ يَّسۡمَعُوۡنَ بِهَا‌ ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعۡمَى الۡاَبۡصَارُ وَلٰـكِنۡ تَعۡمَى الۡقُلُوۡبُ الَّتِىۡ فِى الصُّدُوۡرِ ۞

"کیا انہوں نے سیر و سیاحت نہیں کی زمین میں تاکہ (ان کھنڈرات کو دیکھ کر) ان کے دل ایسے ہو جاتے جن سے وہ (حق کو) سمجھ سکتے اور کان ایسے ہو جاتے جن سے نصیحت سن سکتے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہوتے ہیں"۔

ابن ابی الدنیا نے کتاب الفکر میں ابن دینار سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ لوہے سے دو نعلین اور ایک عصا بناؤ پھر زمین میں سیر و سیاحت کرو، آثار اور عبر تلاش کرو حتی کہ نعلین اور عصا ٹوٹ جائیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرمایا: یہ سروں کی آنکھیں کیا ہیں؟ انہیں اللہ تعالیٰ نے باعث منفعت بنایا ہے۔ لیکن حقیقت میں نفع بخش آنکھیں وہ ہیں جو دل میں ہیں۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ عبد اللہ بن زائدہ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 409 (1942)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 212

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 409 (1940)

یعنی ابن ام کلثوم کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام حکیم ترمذی نے نوادرالاصول میں، ابونصر السجزی نے الابانہ میں بیہقی نے شعب الایمان میں اور دیلمی رحمہم اللہ نے مسند الفردوس میں حضرت عبداللہ بن جراد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اندھا وہ نہیں جو ظاہری آنکھوں سے محروم ہے، اندھا وہ ہے جو بصیرت سے محروم ہے۔ (1)

وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَ لَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ؕ وَ اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ كَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَ هِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾

''یہ لوگ جلدی مانگ رہے ہیں آپ سے عذاب (یہ تسلی رکھیں) اللہ تعالیٰ خلاف ورزی نہیں کرے گا اپنے وعدہ کی اور بے شک ایک دن تیرے رب کے ہاں ایک ہزار سال کی طرح ہوتا ہے جس حساب سے تم گنتی کرتے ہو۔ اور کتنی بستیاں تھیں جنہیں میں نے (کافی عرصہ) ڈھیل دی حالانکہ وہ ظالم تھیں پھر (بھی جب وہ باز نہ آئے) تو میں نے انہیں پکڑ لیا اور میری طرف ہی (سب کو) لوٹنا ہے''۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ، فرماتے ہیں: اس امت کے جاہل لوگوں نے عذاب کا مطالبہ کیا: اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۲﴾ (انفال) ''اے اللہ اگر ہو یہی (قرآن) سچ تیری طرف سے تو برسا ہم پر پتھر آسمان سے اور لے آ ہم پر دردناک عذاب''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے وَ اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ کے تحت روایت فرمایا ہے: یعنی ان چھ دنوں میں سے جن میں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو تخلیق فرمایا۔ (2)

امام ابن المنذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مومن پر اس دن کی طوالت صرف صبح کی نماز اور عصر کی نماز کے درمیان کے وقت کے برابر ہوگی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: دنیا، آخرت کے جمعوں میں سے ایک جمعہ ہے، یعنی سات ہزار سال، جن میں سے چھ ہزار سال گزر چکے ہیں۔

ابن ابی الدنیا نے الامل میں سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: دنیا آخرت کے جمعوں میں سے ایک جمعہ ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن سیرین سے اور انہوں نے ایک اہل کتاب سے روایت کیا ہے جو مسلمان ہو چکا تھا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق چھ دنوں میں فرمائی وَ اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ

1۔ شعب الایمان، باب التوکل، جلد 2، صفحہ 126 (1372)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 216

سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ اور دنیا کی مدت چھ ایام ہے اور قیامت ساتویں دن میں ہوگی۔ چھ ایام گزر چکے ہیں اور تم ساتویں دن میں ہو۔ اس کی مثال اس حاملہ عورت کی سی ہے جو آخری مہینہ میں داخل ہوچکی ہو، معلوم نہیں ہوتا کہ کس گھڑی بچہ جنم دے دے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت صفوان بن سلیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان فقراء نصف دن غنی مسلمانوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ پوچھا گیا نصف دن سے کیا مراد ہے؟ فرمایا پانچ سو سال۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَ اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ضمیر بن نہار رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فقراء مسلمان نصف دن اغنیاء مسلمانوں سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ میں نے پوچھا نصف یوم کی مقدار کتنی ہے؟ فرمایا کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا وَ اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔ (1)

امام احمد نے الزہد میں ضمیر بن نہار سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت کے فقراء، نصف یوم اغنیاء سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر یہ آیت پڑھی وَ اِنَّ یَوْمًا الخ۔

امام بیہقی نے الشعب میں ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے نماز جنازہ پڑھی پھر اس کے دفن سے فراغت سے پہلے واپس آگیا تو اسے ایک قیراط (ثواب) ملے گا اور اگر وہ اس کے دفن سے فراغت تک انتظار کرتا رہا تو اسے دو قیراط ملیں گے اور قیامت کے دن اس کے میزان میں ایک قیراط احد پہاڑ کی مثل ہوگا پھر ابن عباس نے فرمایا ہمارے رب کی عظمت کا یہ حق ہے کہ اس کا قیراط احد پہاڑ کی مثل ہو اور اس کا دن ہزار سال کا ہو۔ (2)

امام ابن عدی اور دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا آخرت کے ایام میں سے کل سات ایام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَ اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۴۹﴾ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِیْمٌ ﴿۵۰﴾ وَ الَّذِیْنَ سَعَوْا فِیْۤ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ﴿۵۱﴾

"(اے حبیب!) آپ فرمائیے اے لوگو! بس میں تو تمہیں (عذاب الٰہی سے) کھلا ڈرانے والا ہوں۔ سو جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے تو ان کے لیے مغفرت بھی ہے اور باعزت روزی بھی۔ اور جو لوگ کوشش کرتے رہے ہماری آیتوں (کی تردید) میں اس خیال سے کہ وہ ہمیں ہرا دیں گے یہی لوگ دوزخی ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب القرظی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رِزْقٌ كَرِیْمٌ سے مراد جنت ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرمایا ہے کہ انہوں نے مُعٰجِزِیْنَ پڑھا اور پورے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 216، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 4 (9245)، دار الکتب العلمیہ بیروت

قرآن میں ہر جگہ اس کو الف سے پڑھا ہے۔ فرماتے ہیں اس کا معنی مشقت اٹھانے والے ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ **مُعٰجِزِیْنَ** کا معنی مراغمین (دشمنی کرنے والے) ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن الزبیر سے روایت کیا ہے کہ وہ **مُعٰجِزِیْنَ** (یعنی بغیر الف کے) پڑھتے تھے یعنی وہ روکنے والے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس آیت میں **مُعٰجِزِیْنَ** پڑھنے والوں پر تعجب کرتے تھے۔ فرماتے تھے **مُعٰجِزِیْنَ** کلام عرب سے ہے ہی نہیں۔ یہ **مُعٰجِزِیْنَ** ہے (یعنی روکنے والے ہیں)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ **فِیْۤ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ** کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع سے روکتے ہیں۔

امام عبدالرزاق، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا اور انہوں نے اللہ کو عاجز کرنے کا ارادہ کیا، وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکیں گے۔(2)

وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِیٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى
الشَّیْطٰنُ فِیْۤ اُمْنِیَّتِهٖ ۚ فَیَنْسَخُ اللّٰهُ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ ثُمَّ یُحْكِمُ اللّٰهُ
اٰیٰتِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۙ﴿۵۲﴾ لِّیَجْعَلَ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ فِیْ
قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْقَاسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَفِیْ شِقَاقٍۭ
بَعِیْدٍ ۙ﴿۵۳﴾ وَّ لِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَیُؤْمِنُوْا
بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۵۴﴾ وَ لَا یَزَالُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِیَهُمُ
السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ یَاْتِیَهُمْ عَذَابُ یَوْمٍ عَقِیْمٍ ﴿۵۵﴾ اَلْمُلْكُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ
یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿۵۶﴾ وَ
الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا فَاُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ۠﴿۵۷﴾

"اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی مگر اس کے ساتھ یہ ہوا کہ جب اس نے کچھ پڑھا تو ڈال دیئے شیطان نے اس کے پڑھنے میں (شکوک) پس مٹا دیتا ہے اللہ تعالیٰ جو دخل اندازی شیطان کرتا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 218 2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 409 (1944)، دارالکتب العلمیہ بیروت

پھر پختہ کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں کو اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بہت دانا ہے۔ یہ سب اس لیے تاکہ اللہ تعالیٰ بنادے جو وسوسہ ڈالتا ہے شیطان ایک آزمائش ان لوگوں کے لیے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل بہت سخت ہیں اور بے شک ظالم لوگ مخالفت میں بہت دور نکل جاتے ہیں۔ نیز اس میں یہ حکمت بھی ہے کہ جان لیں وہ لوگ جنہیں علم بخشا گیا کہ کتاب حق ہے آپ کے رب کی طرف سے تاکہ ایمان لائیں اس کے ساتھ اور جھک جائیں اس (کی سچائی) کے آگے ان کے دل اور بے شک اللہ تعالیٰ ہدایت دینے والا ہے ایمان والوں کو راہ راست کی طرف۔ اور ہمیشہ شک میں مبتلا رہیں گے کفار اس کے بارے میں یہاں تک کہ آجائے ان پر قیامت اچانک یا آجائے ان پر عذاب منحوس دن کا۔ حکمرانی اس روز اللہ تعالیٰ کی ہی ہوگی، وہی فیصلہ فرمائے گا لوگوں کے درمیان۔ پس جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے تو وہ نعمت (واحسان) کے باغوں میں (قیام پذیر) ہوں گے۔ اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو یہ وہ بدنصیب ہیں جن کے لیے رسواکن عذاب ہوگا''۔

امام عبد بن حمید اور ابن الانباری رحمہما اللہ نے المصاحف میں حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ وَلَا مُحَدِّثٍ) پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: پہلے (وَلَا مُحَدِّثٍ) اتارا گیا تھا اس کو منسوخ کر دیا گیا اور محدثون یہ تھے، صاحب یٰس، لقمان، یہ آل فرعون سے تھے، صاحب موسیٰ۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: نبی وہ ہوتا ہے جس سے کلام کی جاتی ہے، اس پر آیات کا نزول ہوتا ہے لیکن اس کی طرف نئی شریعت نہیں بھیجی جاتی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ابو صالح سے مروی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ مشرکین نے کہا تم ہمارے معبودوں کا ذکر خیر سے کرو، ہم تمہارے معبود کا ذکر خیر سے کریں گے۔ پس شیطان نے اس کے پڑھنے میں کچھ (شکوک) ڈال دیئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾ (النجم) تلاوت کیا تو شیطان نے اپنی طرف سے یہ کلمات آپ کی زبان پر ڈال دیئے انهن لفی الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ۔ ابن عباس نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امید یہ تھی کہ آپ کی قوم مسلمان ہو جائے۔

امام البزار، طبرانی، ابن مردویہ اور ضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں ثقہ راویوں کی سند کے ساتھ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾ (النجم) تلاوت کی تو (بلا قصد آپ کی زبان پر یہ الفاظ بھی جاری ہو گئے) تلك الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی۔ مشرکین یہ جملے سن کر خوش ہوئے اور کہا کہ انہوں نے ہمارے معبودوں کا ذکر کیا، پس اس وقت جبرئیل

آ گئے اور کہا جو میں آپ کے پاس لے کر آیا ہوں وہ پڑھو آپ نے پڑھا اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى ﴿١٩﴾ وَ مَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿٢٠﴾ (النجم) اس کے بعد نے تلك الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتنجی۔ جبریل نے کہا یہ الفاظ میں نہیں لایا۔ یہ شیطان کی طرف سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ الخ۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں سورۃ النجم تلاوت کی۔ جب اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ الخ پر پہنچے تو شیطان نے آپ کی زبان پر یہ الفاظ ڈال دیئے، تلك الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتنجی۔ مشرکین نے کہا اس سے پہلے تو کبھی آپ نے ہمارے بتوں کا خیر کے ساتھ ذکر نہیں کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور مشرکین نے بھی سجدہ کیا۔ اس کے بعد جبرئیل آئے اور کہا جو میں لے کر آیا تھا وہ مجھ پر پڑھو، جب آپ تلك الغرانیق پر پہنچے تو جبرئیل نے کہا یہ میں نہیں لایا تھا۔ یہ شیطان کی طرف سے ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے العوفی کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ پر عربوں کے معبودوں کا واقعہ نازل ہوا۔ آپ اسے پڑھ رہے تھے تو مشرکین نے بھی سن لیا، کہنے لگے ہم سن رہے ہیں کہ آپ ہمارے معبودوں کا خیر کے ساتھ ذکر کر رہے ہیں، وہ آپ کے قریب ہو گئے۔ آپ تلاوت کرتے ہوئے اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ الخ پر پہنچے تو شیطان نے یہ الفاظ ڈالے دیئے تلك الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی۔ فوراً جبرئیل نازل ہوئے اور انہیں مٹا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس اور ابو بکر الہذلی وایوب عن عکرمہ عن ابن عباس اور سلیمان التیمی عن حدثہ عن ابن عباس کے سلاسل سے روایت کیا ہے کہ مکہ مکرمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ النجم تلاوت فرمائی۔ آپ اس آیت پر پہنچے اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿١٩﴾ الخ تو شیطان نے آپ کی زبان پر تلك الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی۔ ڈال دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ کی آیت نازل فرمائی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے یونس کے طریق سے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابو بکر بن عبد الرحمن بن الحارث نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے آپ نے سورۃ النجم تلاوت فرمائی، جب آپ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ الخ۔ پر پہنچے تو آپ نے یہ الفاظ بھی ساتھ پڑھ دیے تلك الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے۔ مشرکین اس سے بہت خوش ہوئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شیطان کی دخل اندازی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ۔ یہ حدیث مرسل صحیح الاسناد ہے۔ (3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت موسیٰ بن عقبہ سے روایت کیا ہے کہ ابن شہاب نے فرمایا: جب سورۃ النجم نازل ہوئی مشرکین پہلے کہا کرتے تھے کہ اگر یہ شخص ہمارے خداؤں کا ذکر خیر سے کرے تو ہم اسے اور اس کے صحابہ کو تسلیم کر لیں گے۔ لیکن وہ ان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 221، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 22 3۔ ایضاً

لوگوں کا ذکر اس طرح نہیں کرتے جو یہود و نصاریٰ ان کے دین کے مخالف ہیں جیسا کہ وہ ہمارے معبودوں کا ذکر برائی سے کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار کی اذیتیں اور ان کی تکذیب بہت شاق گزری اور ان کی گمراہی نے آپ کو بہت پریشان کیا ہوا تھا۔ آپ کفر کی اذیتوں کو روکنا چاہتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے سورۃ النجم نازل فرمائی تو آپ نے اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى الخ تلاوت کی تو شیطان نے اس کے ساتھ یہ کلمات ڈال دیئے جب طواغیت کا ذکر کیا تو کہا تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن لترتجى۔ یہ شیطان کی تسجیع اور فتنہ سے تھا۔ پس یہ کلمات مکہ میں ایک ایک مشرک کے دل میں واقع ہو گئے۔ ان کے ساتھ لوگوں کی زبانیں چلنے لگیں اور لوگ ان کو پڑھنے لگے۔ اور لوگوں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے پہلے اور اپنی قوم کے دین کی طرف لوٹ آئے ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ النجم کے آخر میں پہنچے تو سجدہ کیا اور حاضرین مجلس مشرک و مسلم سب نے سجدہ کیا۔ پس یہ بات لوگوں میں عام ہو گئی۔ شیطان نے اس کو خوب پھیلایا حتیٰ کہ وہ حبشہ کی زمین تک پہنچ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ جب اللہ تعالیٰ نے اپنا فیصلہ واضح کر دیا اور شیطان کی تسجیع سے آپ کو بری کر دیا تو مشرکین پھر اپنی گمراہی میں لوٹ گئے اور مسلمانوں سے دشمنی کرنے لگے اور ان پر سختی کرنے لگے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اسی روایت کو دلائل میں روایت کیا ہے، انہوں نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ کا ذکر نہیں کیا، طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب القرظی اور محمد بن قیس رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کی ایک مجلس میں تشریف فرما تھے جس میں اکثر قریش تھے۔ اس دن آپ نے خواہش کی آج اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسی بات نہ آجائے جس کو سن کر وہ بھاگ جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ سورہ نازل فرمائی وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاوت کی حتیٰ کہ جب آپ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝ الخ پر پہنچے تو شیطان نے دو کلمات آپ کی زبان پر ڈال دیئے تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن لترتجى۔ آپ نے ان کلمات کا تلفظ کیا۔ پھر آپ نے پوری سورت تلاوت فرمائی۔ آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور ساری قوم نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا اور آپ کے ان الفاظ کی وجہ سے قریش خوش ہوئے۔ جب شام ہوئی تو جبرئیل آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سامنے سورۃ النجم تلاوت کی۔ جب آپ ان کلمات پر پہنچے جو شیطان نے ڈالے تھے تو جبرئیل نے کہا یہ وہ کلمات ہیں جو آپ کے پاس میں نہیں لایا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں نے اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھا ہے اور میں نے وہ بات کہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے نہیں کی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ۝ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ۝ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ۝ (اسراء) آپ ہمیشہ ان کلمات کی وجہ سے مغموم رہتے تھے حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اس کے نزول کے بعد آپ کی طبیعت خوش ہو گئی اور پریشانی جاتی رہی۔ (1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 219

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں تھے، عرب کے معبودوں کے بارے آپ ﷺ پر قرآن نازل ہوا۔ آپ اللات والعزت کا ذکر بار بار (سورۃ النجم) کی آیت میں پڑھ رہے تھے۔ اہل مکہ نے آپ سے یہ آیات سنیں کہ آپ ان کے (جھوٹے) معبودوں کا ذکر کر رہے ہیں تو وہ بہت خوش ہوئے اور آپ کے قریب ہو گئے۔ شیطان نے آپ کی تلاوت میں تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن لترتجى۔ کے الفاظ ڈال دیئے، نبی کریم ﷺ نے ان کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ۔ (1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوالعالیہ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین نے رسول اللہ ﷺ سے کہا اگر اپنے کلام میں ہمارے بتوں کا ذکر کرو تو ہم آپ کے پاس بیٹھیں گے کیونکہ آپ کے پاس کمزور اور نادار لوگ بیٹھتے ہیں، پس جب وہ ہمیں آپ کے پاس بیٹھا دیکھیں گے تو دوسرے لوگ بھی آپ کے پاس آ جائیں گے۔ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ نے اس میں سورہ النجم کی تلاوت کی جب آپ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۞ الخ پر پہنچے تو شیطان نے آپ کی زبان پر تلك الغرانيق العلى ڈال دیا۔ جب آپ ﷺ نے سورت ختم کی تو آپ نے سجدہ کیا اور مسلمانوں اور مشرکوں نے بھی سجدہ کیا۔ یہ بات حبشہ تک پہنچ گئی کہ مکہ کے لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔ بعد میں جب آپ کو جبریل کے کہنے پر ان الفاظ کا پتہ چلا تو آپ بہت پریشان ہوئے، اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرما دیں، وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۞ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ۞ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۞ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ۞ ہے۔ (2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ سورہ النجم مکہ میں نازل ہوئی۔ قریش نے کہا اے محمد ﷺ آپ کے پاس فقراء اور مساکین لوگ بیٹھتے ہیں اور آپ کے پاس لوگ دور دور سے آتے ہیں۔ اگر آپ ہمارے معبودوں کا ذکر خیر کے ساتھ کریں گے تو ہم بھی آپ کے پاس بیٹھیں گے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے سورہ النجم پڑھی۔ جب اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۞ الخ پر پہنچے تو شیطان نے آپ کی زبان پر تلك الغرانيق العلى الخ کے الفاظ ڈال دیئے۔ جب آپ سورت کی تلاوت سے فارغ ہوئے تو آپ نے بھی سجدہ کیا اور مسلمانوں اور مشرکوں نے بھی سجدہ کیا لیکن ابواحیحہ سعید بن العاص نے سجدہ نہ کیا۔ اس نے مٹی کی ایک مٹھی لے کر اس پر پیشانی کو رکھا۔ اور کہا اب وقت آ گیا ہے کہ ابن ابی کبشہ نے ہمارے معبودوں کا خیر کے ساتھ ذکر کیا ہے، مسلمانوں کو اس بات کی خبر حبشہ میں پہنچی کہ قریش مسلمان ہو گئے ہیں۔ پس انہوں نے مکہ واپس آنے کا ارادہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ پر اور صحابہ کرام پر شیطان کی یہ حرکت انتہائی شاق گزری۔ پس اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ۔ (3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 222 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ کو اونگھ آ گئی، شیطان نے آپکی زبان پر کچھ کلمات ڈال دیئے جو آپ نے ادا کر دیئے، مشرکین ان کی وجہ سے آپ کو چمٹ گئے۔ آپ نے اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى ۝ الخ کی تلاوت کی تو شیطان نے آپ کی زبان پر تلك الغرانيق۔ کے کلمات ڈال دیئے۔ مشرکین نے ان کلمات کو یاد کر لیا، شیطان نے انہیں بتایا کہ اللہ کے نبی نے ان کلمات کو پڑھا ہے تو ان کی زبانیں بھی یہ پڑھنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو دھتکار دیا اور اپنے نبی مکرم ﷺ کو حجت کی تلقین فرمائی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۂ النجم تلاوت فرمائی اور شیطان نے آپ کے منہ مبارک میں اپنی طرف سے آیات کے درمیان کچھ کلمات ڈال دیئے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ نے سورۂ النجم تلاوت فرمائی اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى ۝ وَ مَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝ الخ۔ شیطان نے آپ کی زبان پر تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن لترتجي۔ کے الفاظ ڈال دیئے، رسول اللہ ﷺ گھبرا گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرف وحی فرمائی وَ كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا (النجم: 26) پھر آپ کی طرف یہ آیت نازل کی گئی تو آپ کی پریشانی ختم ہوگئی وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ مسجد حرام میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے جب آپ نے تلاوت میں اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى ۝ الخ پڑھا تو شیطان نے تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن لترتجي۔ کے الفاظ آپ ﷺ کی زبان پر ڈال دیئے۔ حتی کہ آپ سورۂ کے آخر میں پہنچے تو سجدہ کیا اور آپ کے اصحاب نے بھی سجدہ کیا اور چونکہ آپ ﷺ نے ان کے بتوں کا ذکر کیا تھا اس لیے مشرکوں نے بھی سجدہ کیا۔ جب آپ ﷺ نے سر اٹھایا تو تمام لوگوں نے بھی سر اٹھایا۔ پس مکہ کے دو قطروں کے درمیان بات سخت پھیل گئی۔ وہ کہتے بنی عناف کے نبی۔ حتی کہ جبرئیل آپ ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے اس کے سامنے سورۂ النجم پڑھی تو جونہی آپ نے تلك الغرانيق الخ کے الفاظ پڑھے تو جبرئیل نے کہا معاذ اللہ! میں نے آپ کو یہ الفاظ نہیں پڑھائے آپ کو بہت پریشانی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دینے کے لیے یہ آیت نازل فرمائی وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس سے اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب آپ ﷺ بات کرتے تو شیطان اپنی بات آپ کی بات میں ڈالنے کی کوشش کرتا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک سے روایت کیا ہے: اِذَا تَمَنّٰۤى یہ تلاوت اور قرأت کے معنی میں ہے فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ شیطان آپ ﷺ کی تلاوت میں ڈالتا۔ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ اللہ کے حکم سے جبرئیل شیطان کی بات کو منسوخ کر دیتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 223

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اِذَا تَمَنّٰۤی کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ آپ کی کلام میں کلام کرتا ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لِّلَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ سے مراد منافقین ہیں۔ الْقَاسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ سے مراد مشرکین ہیں۔ اَنَّهُ الْحَقُّ سے مراد قرآن ہے اور فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْهُ میں مِّنْهُ ضمیر کا مرجع قرآن ہے۔ یَوْمٍ عَقِیْمٍ سے مراد ایسا دن ہے جس کے ساتھ رات نہ ہو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مِّنْهُ سے مراد وہ باتیں ہیں جو ابلیس خبیث لے کر آتا ہے وہ ان بدبختوں کے دلوں سے نہیں نکلتی ہیں ان کی گمراہی میں اضافہ ہوتا ہے۔

امام ابن مردویہ اور الضیاء نے المختارہ میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یَوْمٍ عَقِیْمٍ سے مراد بدر کا دن ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: چار آیات ہیں بدر کی جنگ کے دن کا ذکر ہے اور یَاْتِیَهُمْ عَذَابُ یَوْمٍ عَقِیْمٍ، اس سے مراد بدر کا دن ہے فَسَوْفَ یَكُوْنُ لِزَامًا۝ (فرقان) یہ بھی بدر کے دن ہوا ہے۔ یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰی (الدخان: 16) اس سے بھی بدر کا دن مراد ہے۔ وَ لَنُذِیْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰی دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ (السجدۃ: 21) یہ بھی بدر کے دن ہوا۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے عَذَابُ یَوْمٍ عَقِیْمٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد بدر کا دن ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یَوْمٍ عَقِیْمٍ سے مراد قیامت کا دن ہے جس کی رات نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر نے سعید بن جبیر سے اور ابن ابی حاتم نے حضرت الضحاک سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

وَ الَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْۤا اَوْ مَاتُوْا لَیَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ۝۵۸ لَیُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا یَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَلِیْمٌ حَلِیْمٌ۝۵۹

”اور جن لوگوں نے ہجرت کی راہ خدا میں پھر وہ (جہاد میں) قتل کر دیئے گئے یا طبعی طور پر فوت ہوئے تو ضرور عطا فرمائے گا انہیں اللہ تعالیٰ بہترین رزق اور بے شک اللہ تعالیٰ ہی ہے جو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ وہ ضرور داخل کرے گا انہیں ایسی جگہ جسے وہ پسند کریں گے اور یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا بردبار ہے“۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص سرحد کی پاسبانی کرتے ہوئے فوت ہوا اللہ تعالیٰ اس کو مجاہد کا اجر عطا فرمائے گا اور اس پر رزق جاری فرمائے گا اور فتنہ والوں سے امن دے گا اور چاہو تو یہ پڑھ لو: وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الخ۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت فضالہ بن عبید الانصاری الصحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: دو جنازوں کو گزارا گیا، ایک شہید تھا اور دوسرا متوفی (طبعی موت مرنے والا)۔ لوگ شہید کی طرف مائل ہوئے۔ فضالہ نے کہا: کیا وجہ ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ لوگ شہید کی طرف مائل ہو رہے ہیں اور اس کو چھوڑ رہے ہیں۔ لوگوں نے کہا: یہ اللہ کے راستہ میں شہید ہے۔ حضرت فضالہ نے فرمایا مجھے کوئی پرواہ نہیں، میں ان دونوں قبروں میں سے جس سے بھی اٹھوں۔ اللہ کی کتاب سنو: وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مُّدْخَلًا سے مراد جنت ہے۔

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿۶۰﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۡ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۶۳﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۶۴﴾

"ان باتوں کو یاد رکھو اور جس نے بدلہ لیا اتنا قدر جتنی تکلیف اسے دی گئی تھی پھر (مزید) زیادتی کی گئی اس پر تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد فرمائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت معاف فرمانے والا بہت بخشنے والا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی داخل کرتا ہے رات (کے کچھ حصہ) کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن (کے کچھ حصہ) کو رات میں اور اللہ تعالیٰ سب باتیں سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ نیز اس کی یہ وجہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو خدائے برحق ہے اور جسے وہ پوجتے ہیں اس کے علاوہ وہ سراسر باطل ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہے جو سب سے بلند (اور) سب سے بڑا ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اتارا آسمان سے پانی تو ہو جاتی ہے (خشک) زمین سرسبز و شاداب۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہمیشہ لطف فرمانے والا ہر چیز سے باخبر ہے۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو سب سے بے پروا اور ہر تعریف کا مستحق ہے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 228، دار احیاء التراث العربی بیروت

کریم ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا جب کہ محرم کی چاند کی صرف دو راتیں باقی تھیں۔ پس صحابہ کرام کا لشکر مشرکین کے آمنے سامنے ہوا تو مشرکین آپس میں کہنے لگے کہ اصحاب محمد ﷺ سے جنگ کرو کیونکہ وہ شہر حرام میں قتال کو حرام قرار دیتے ہیں، صحابہ کرام نے انہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر جنگ نہ کرنے کو کہا کیونکہ صحابہ کرام شہر حرام میں قتال کو حلال نہیں جانتے تھے مگر یہ کہ کوئی دوسرا ان سے جنگ کا آغاز کرے۔ مشرکین نے جنگ کا آغاز کیا تو صحابہ کرام نے ان سے جنگ کو حلال جانا اور جنگ شروع کردی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی نصرت و تائید فرمائی۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ کے تحت روایت کیا ہے کہ مشرکین نے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے خلاف آپس میں تعاون کیا اور ان کو اپنے شہر سے نکال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے مدد کا وعدہ فرمایا۔ قصاص میں بھی یہی حکم ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْبَاطِلُ سے مراد شیطان ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۭ وَ يُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۵﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ۡ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿۶۶﴾

''اور کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمانبردار بنا دیا ہے تمہارے لیے ہر چیز کو جو زمین میں ہے اور کشتی کو بھی کہ چلتی ہے سمندر میں اس کے حکم سے اور اس نے روکا ہوا ہے آسمان کو کہ گر نہ پڑے زمین پر بجز اس کے فرمان کے بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔ اور وہی ہے جس نے تمہیں زندگی دی پھر مارے گا تمہیں پھر زندہ کرے گا تمہیں بے شک انسان بڑا ناشکرا ہے''۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب تو کسی خوفناک بادشاہ کے پاس جائے اور تجھے اس کے غالب آنے کا اندیشہ ہو تو تم تین مرتبہ یہ کلمات کہو: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِهٖ جَمِيْعًا اَللّٰهُ اَعَزُّ مِمَّنْ اَخَافُ وَاَحْذَرُ، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ اَنْ يَّقَعْنَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ وَجُنُوْدِهٖ وَ اَشْيَاعِهٖ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِلٰهِيْ كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ شَرِّهِمْ جَلَّ ثَنَاؤُكَ وَعَزَّ جَارُكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

''اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے، اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق سے زیادہ طاقت ور ہے، اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ قوی ہے جس سے میں ڈرتا ہوں اور خوف کھا رہا ہوں، میں اس اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور جس نے اپنے حکم

سے آسمان کو زمین پر آنے سے روکا ہوا ہے، اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں فلاں بندے کے شر سے اور اس کے لشکر کے شر سے اور جنوں اور انسانوں میں خدمت گزاروں کے شر سے۔ اے اللہ! تو ہی مجھے ان کے شر سے پناہ دینے والا بن جا، تیری حمد وثنا بہت بلند ہے اور تجھ سے پناہ لینے والا ہمیشہ غالب ہوتا ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ انسان ناشکرا ہے کیونکہ مصائب کو تو شمار کرتا ہے اور نعمتوں کو بھول جاتا ہے۔

ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے: قرآن میں جہاں بھی لَكَفُوْرٌ ذکر ہوا ہے، اس سے مراد کفار ہیں۔ واللہ اعلم۔

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ۭ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٦٧﴾ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٦٨﴾ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٦٩﴾

''ہر امت کے لیے ہم نے مقرر کر دیا ہے عبادت کا طریقہ جس کے مطابق وہ عبادت کرتے ہیں۔ تو نہیں چاہیے کہ وہ نہ جھگڑا کریں آپ سے اس معاملہ میں۔ آپ بلاتے رہیے انہیں اپنے رب کی طرف (اے محبوب!) آپ بے شک سیدھی راہ پر (گامزن) ہیں۔ اور اگر وہ (پھر بھی) آپ سے جھگڑا کریں تو آپ (صرف اتنا) فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم کر رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا تمہارے درمیان قیامت کے دن ان امور کے بارے میں جن میں تم اختلاف کرتے رہتے ہو''۔

ابن ابی حاتم نے ابو ملیح سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: چالیس سے سو تک اور اس سے زائد افراد کو امت کہتے ہیں۔

امام احمد، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے شعب الایمان میں علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہر امت کے لیے مخصوص جانور تھا، قربانی کے لیے جسے وہ ذبح کرتے تھے۔

حضرت ابو رافع نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قربانی دینی ہوتی تو آپ دو چتکبرے سینگوں والے مینڈھے خریدتے، جب آپ خطبہ اور نماز عید سے فارغ ہو جاتے تو ایک کو ذبح کرتے اور یہ کہتے اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنْ اُمَّتِيْ جَمِيْعًا مَّنْ شَهِدَ لَكَ بِالتَّوْحِيْدِ وَلِيْ بِالْبَلَاغِ۔ پھر دوسرے مینڈھے کے پاس آتے، اسے ذبح کرتے اور یہ کہتے اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنْ مُّحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ پھر وہ دونوں مساکین کو کھلاتے۔ خود بھی اور آپ کے گھر والے دونوں مینڈھوں میں سے کھاتے تھے۔ ہم دو سال ٹھہرے اللہ تعالیٰ نے قرض اور مؤنت سے ہماری کفایت فرمائی۔ بنی ہاشم میں سے کوئی بھی قربانی نہیں کرتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ هُمْ نَاسِكُوْهُ کا مطلب ذابحوہ

ہے یعنی اسے ذبح کرتے ہیں فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ یعنی وہ ذبائح کے معاملہ میں آپ سے نہ جھگڑیں۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہر امت کے لیے ہم نے ایک ذبح مقرر کیا جو وہ ذبح کرتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ مَنْسَكًا سے مراد ہدی کا خون بہانا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَنْسَكًا سے مراد ذبح اور حج ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ کے تحت روایت کیا ہے کہ مشرک کہتے تھے کہ جو اللہ اپنے دائیں ہاتھ سے ذبح کرتا ہے وہ تم نہیں کھاتے اور جو تم اپنے ہاتھوں سے ذبح کرتے ہو وہ حلال ہے (یہ عجیب معاملہ ہے) تو اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں یہ ارشاد فرمایا فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل سے روایت کیا ہے کہ اِلٰى رَبِّكَ سے مراد اِلٰى دِيْنِ رَبِّكَ ہے یعنی اپنے رب کے دین کی طرف بلاتے رہیے۔ هُدًى سے مراد دین مستقیم ہے۔ وَ اِنْ جٰدَلُوْكَ اگر وہ آپ سے ذبائح کے بارے میں جھگڑیں۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اگر وہ آپ سے جھگڑیں تو تم کہو اللہ بہتر جانتا ہے جو تم کر رہے ہو، ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝۷۰ وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝۷۱

''کیا آپ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے۔ یہ سب کچھ ایک کتاب میں (لکھا ہوا) ہے بے شک (بلندی اور پستی کی ہر چیز کو جان لینا) اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔ اور وہ پوجتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا ان کو نہیں اتاری جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کوئی سند اور انہیں خود بھی ان کے بارے کوئی علم نہیں اور نہیں ہوگا ظلم وستم کرنے والوں کا کوئی مددگار''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو مخلوق کے پیدا کرنے سے سو سال پہلے پیدا فرمایا اور وہ عرش پر ہے۔ قلم کو حکم دیا۔ لکھ قلم نے عرض کی کیا لکھوں؟ فرمایا قیامت تک مخلوق کے بارے میں میرا علم لکھ۔ پس قلم نے وہ سب کچھ لکھا جو قیامت تک علم الٰہی میں ہونا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لیے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ یعنی جو ساتوں آسمانوں میں ہے اور جو ساتوں زمینوں میں ہے سب کو اللہ جانتا ہے ان ذلك مشار الیہ کا علم ہے فی کتاب یعنی لوح محفوظ میں آسمانوں اور زمینوں کی

1۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 474 (7323)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تخلیق سے پہلے لکھا ہوا ہے۔ یَسِیْرٌ کا مطلب آسان ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آخر زمانہ میں میری امت پر ایک تقدیر کا دروازہ کھولے گا جسے کوئی چیز بند نہیں کرے گی۔ تمہارا اس لیے یہ کہنا کافی ہے اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ الخ۔

امام اللالکائی رحمہ اللہ نے السنۃ میں حضرت سلیمان بن جعفر رحمہ اللہ سے مرسل کی طرح مرفوع روایت کیا ہے۔

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۲﴾

''اور جب تلاوت کی جاتی ہیں ان کے سامنے ہماری آیتیں صاف صاف تو پہچان لیتے ہیں کفار کے چہروں پر ناپسندیدگی کے آثار، یوں پتہ چلتا ہے کہ وہ عن قریب جھپٹ پڑیں گے ان لوگوں پر جو پڑھتے ہیں ان کے سامنے ہماری آیتیں۔ آپ فرمائیے (اے چیں بہ جبیں ہونے والو!) کیا میں آگاہ کردوں تمہیں اس سے بھی تکلیف دہ چیز پر، دوزخ کی آگ! وعدہ کیا ہے اس آگ کا اللہ تعالیٰ نے کفار سے اور دوزخ بہت برا ٹھکانا ہے''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اور انہوں نے ابن عباس سے یَكَادُوْنَ یَسْطُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے۔ یبطشون (پکڑلیں گے)۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ کفار قریش جھپٹ پڑیں گے اور پکڑلیں گے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَ اِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾

''اے لوگو! ایک مثال بیان کی جارہی ہے، پس غور سے سنو اسے۔ بے شک جن معبودوں کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر یہ تو مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ وہ سب جمع ہو جائیں اس (معمولی سے) کام کے لیے اور اگر چھین لے ان سے مکھی بھی کوئی چیز تو وہ نہیں چھڑا سکتے اسے اس مکھی سے (آہ) کتنا بے بس ہے ایسا طالب اور کتنا بے بس ہے ایسا مطلوب۔ نہ قدر پہچانی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسے اس کی قدر پہچاننے کا حق تھا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا طاقت ور (اور) سب پر غالب ہے''۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 236، دار احیاء التراث العربی بیروت

ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ یہ مثال بت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الطَّالِبُ سے مراد تمہارے جھوٹے معبود ہیں۔ اور الْمَطْلُوْبُ سے مراد مکھی ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا یعنی یہ بت ہرگز ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکیں گے۔ وَ اِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْــٴًـا بتوں کے لیے کھانا رکھا جاتا تھا پھر اس پر مکھی بیٹھتی تھی، وہ اس سے کھاتی تھی۔ لیکن یہ بت اس سے چھیننے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ پھر لوگوں اور بتوں کی طرف کلام کا رخ کیا، فرمایا ضَعُفَ الطَّالِبُ یعنی وہ جو اس بت سے حاجت کا سوال کرتا ہے جو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتا اور مکھی جو اس سے چھین لے۔ یہ اس سے واپس نہیں کر سکتا۔ وَ الْمَطْلُوْبُ اس سے مراد بت ہے جو نہ مکھی پیدا کر سکتا ہے اور نہ مکھی سے چھین سکتا ہے وہ جو اس نے لے لیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَ اِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْــٴًـا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ فرماتے ہیں: اس سے مراد بت ہے یعنی وہ چیز اس مکھی سے وہ بت نہیں چھڑا سکتے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ جب وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان مورتیوں کی عبادت کرتے ہیں جو مکھی کا مقابلہ نہیں کر سکتے، تو واقعی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر کو نہیں پہچانا۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد نے الزہد میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سلمان نے فرمایا: ایک شخص مکھی کی وجہ سے جنت میں داخل ہوا اور ایک شخص مکھی کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوا۔ لوگوں نے پوچھا: وہ مکھی کیا تھی؟ پس انہوں نے ایک انسان کے کپڑے پر مکھی دیکھی تو فرمایا یہ مکھی ہے۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیسے ہوا؟ انہوں نے فرمایا دو مسلمان آدمی ایک قوم کے پاس سے گزرے جو ایک اپنے بت کی عبادت کرنے کے لیے جمع بیٹھے تھے، جو آدمی اس بت کے پاس سے گزرتا وہ کوئی چیز اس بت کو پیش کرتا، ان لوگوں نے مسلمانوں سے بھی کہا کہ تم دونوں بھی ہمارے بت کے لیے کچھ پیش کرو، تو ان دونوں نے کہا: ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے، بت پرستوں نے کہا تم پیش کرو اگرچہ مکھی ہی ہو۔ ایک نے دوسرے سے کہا: کیا خیال ہے؟ دوسرے نے کہا میں تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔ پس اسے قتل کر دیا گیا تو وہ جنت میں داخل ہوا اور دوسرے نے اپنے چہرے پر ہاتھ مار کر مکھی پکڑی اور اسے بت پر پھینک دیا۔ انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ پس وہ دوزخ میں داخل ہوا۔(2)

اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 238

2۔ شعب الایمان، باب فی القرابین والامانۃ، جلد 5، صفحہ 485 (7343)، دار الکتب العلمیہ بیروت

بَصِيْرٌ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ۗ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

"اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے بعض پیغام پہنچانے والے اور انسانوں سے بھی بعض کو رسول۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹائے جائیں گے سارے معاملات۔ اے ایمان والو! رکوع کرو اور سجدہ کرو اور عبادت کرو اپنے پروردگار کی اور (ہمیشہ) مفید کام کیا کرو تا کہ تم (دین و دنیا میں) کامیاب ہو جاؤ"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے اس آیت اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں میں سے انبیاء چن لیتا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کلام کے لیے اور ابراہیم کو خلت کے لیے منتخب فرمالیا (حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)۔(1)

امام حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: موسیٰ بن عمران صفی اللہ ہیں۔(2)

امام علامہ بغوی (نے معجم میں) الباوردی، ابن قانع، طبرانی اور ابن عساکر رحہم اللہ نے حضرت زید بن ابی اوفی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں مسجد نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھ رہے تھے فلاں کہاں ہے؟ فلاں کہاں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سے صحابہ کرام کا پوچھا اور ان کی طرف پیغامات بھیجے حتی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں جمع ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں (ایک بات) بیان کرنے والا ہوں، تم اسے یاد کرلو اور دل میں بٹھالو اور پھر اپنی آنے والی نسل کو بتانا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کچھ بندوں کو چن لیا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ۔ فرمایا اس مخلوق کو جنت میں داخل فرمائے گا، میں تم میں سے کچھ لوگوں کو منتخب کرتا ہوں جن کو منتخب کرنا پسند کرتا ہوں اور تمہارے درمیان بھائی چارے قائم کرتا ہوں جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے درمیان مؤاخات قائم کی ہے۔ فرمایا اے ابوبکر! تم اٹھو، آپ اٹھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! تیرا مجھ پر احسان ہے، اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بدلہ دے گا۔ فرمایا اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو تجھے اپنا خلیل بناتا۔ آپ کا تعلق میرے نزدیک اس طرح ہے جس طرح میری قمیص کا میرے جسم سے تعلق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اپنی قمیص کو حرکت دی۔ پھر فرمایا اے عمر! تم قریب ہو جاؤ۔ آپ قریب ہوئے تو فرمایا اور قریب ہو

1۔ مستدرک حاکم، کتاب تواریخ المتقدمین من الانبیاء والمرسلین، جلد 2، صفحہ 629 (4098)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 629 (4100)

جاؤ، حضرت عمر اور قریب ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوحفص! تم ہم پر بہت سخت تھے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ تیرے واسطہ سے دین کو عزت بخشے یا ابوجہل کے ذریعے عزت بخشے۔ یہ عزت اللہ تعالیٰ نے تجھے بخشی۔ تم مجھے ابوجہل سے زیادہ محبوب تھے۔ تم جنت میں میرے ساتھ اس امت سے تیسرے ہوگے۔ پھر حضرت عمر پیچھے ہٹ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر اور ابوبکر کے درمیان اخوت قائم کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان بن عفان کو بلایا، فرمایا: عثمان قریب آ جاؤ، عثمان قریب آ جاؤ، حضرت عثمان قریب ہو گئے حتیٰ کہ آپ نے اپنے گھٹنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھٹنوں کے ساتھ ملا لیے حضرت عثمان کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا، پھر آسمان کی طرف دیکھا پھر فرمایا سبحان اللہ العظیم۔ یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ پھر حضرت عثمان کی طرف دیکھا، ان کی چادر کچھ کھلی ہوئی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ان کی چادر کو درست کیا۔ پھر فرمایا اپنی چادر کے پلو اپنی گردن سے باندھ لو۔ آسمان والوں میں آپ کی بڑی شان ہے، تم ان لوگوں میں سے ہو جو میرے پاس حوض (کوثر) پر آئیں گے۔ آپ کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا، میں کہوں گا آپ کے ساتھ یہ کس نے کیا۔ تم کہو گے فلاں نے۔ یہ جبرئیل کا کلام ہے (جب وہ آسمان سے آواز لگاتے ہیں)۔ عثمان ہر اس شخص پر امیر ہیں جس کی مدد نہیں کی گئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف کو بلایا: فرمایا اے اللہ کے امین اور آسمان میں امین! اللہ تعالیٰ تجھے مال کو حق میں خرچ کرنے کی توفیق بخشے گا۔ میرے پاس تیرے لیے ایک دعا ہے جو میں نے مؤخر کر رکھی ہے۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرم فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عبدالرحمٰن! مجھے امانت نے برانگیختہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تیرے مال کو زیادہ کرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاتھ کو حرکت دے رہے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن پیچھے ہٹ گئے۔ ان کے اور عثمان بن عفان کے درمیان مؤاخات فرمائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلحہ اور زبیر کو بلایا، فرمایا: میرے قریب آ جاؤ۔ وہ قریب ہوئے تو فرمایا: تم دونوں میرے حواری ہو جیسے عیسیٰ بن مریم کے حواری تھے۔ پھر ان دونوں کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔ پھر سعد بن ابی وقاص اور عمار بن یاسر کو بلایا اور فرمایا اے عمار! تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ پھر ان دونوں کو بھائی بھائی بنا دیا۔ اس کے بعد ابودرداء اور سلمان فارسی کو بلایا اور فرمایا اے سلمان! تو ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے علم اول، علم آخر، کتاب اول، کتاب آخر عطا فرمائی۔ پھر فرمایا اے ابودرداء! کیا میں تجھے ایک بات نہ بتاؤں۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور کرم فرمایئے فرمایا تم ان پر تنقید کرو گے تو وہ تم پر تنقید کریں گے، اگر تم ان کو چھوڑو گے تو وہ تمہیں نہیں چھوڑیں گے، اگر تم ان سے بھاگو گے تو وہ تمہیں پکڑ لیں گے۔ اپنے فقر کے دن کے لیے کچھ اپنے سامان میں آج انہیں دے دو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابودرداء اور سلمان فارسی کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے اصحاب کے چہروں کو دیکھا اور فرمایا: خوش رہو اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرو، تم وہ لوگ ہو جو سب سے پہلے حوض پر میرے پاس آؤ گے، تم ہی بالا خانوں میں رہو گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا اور فرمایا سب تعریفیں اللہ کے لیے جو گمراہی سے ہدایت دیتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری روح نکل رہی ہے اور میری پیٹھ ٹوٹ رہی ہے۔ جب سے میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ میرے سوا تمام صحابہ کرام کو ایسا ایسا فرما رہے ہیں، اگر تو یہ علی پر ناراضگی کی وجہ سے ہے تو پھر بھی رضاء و کرامت

آپ کو زیبا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں نے تجھے اپنی ذات کے لیے مؤخر کیا ہے، تیرا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہے جیسا ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا، تم میرے وارث (علم) ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ میں آپ کی کس چیز کا وارث ہوں؟ فرمایا انبیاء جس چیز کا وارث بناتے ہیں۔ حضرت علی نے عرض کی: آپ سے پہلے انبیاء نے کون سی وراثت چھوڑی؟ فرمایا اللہ کی کتاب اور نبی کی سنت۔ اور تم میرے ساتھ میرے محل میں جنت کے اندر ہو گے۔ میری بیٹی فاطمہ بھی ساتھ ہو گی تم میرے بھائی اور میرے رفیق ہو۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ﴿۴۷﴾ (الحجر) اللہ کی رضا میں دوستی رکھنے والے ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا یہ ادب اور نصیحت ہے۔

وَ جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ ۙ۬ مِنْ قَبْلُ وَ فِیْ هٰذَا لِیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا عَلَیْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ ﴿۷۸﴾

''اور (سرتوڑ) کوشش کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جس طرح کوشش کرنے کا حق ہے۔ اس نے چن لیا ہے تمہیں (حق کی پاسبانی اور اشاعت کے لیے) اور نہیں روا رکھی اس نے تم پر دین کے معاملہ میں کوئی تنگی۔ پیروی کرو اپنے باپ ابراہیم کے دین کی۔ اس نے تمہارا نام مسلم (سراطاعت خم کرنے والا) رکھا ہے اس سے پہلے اور اس قرآن میں بھی تمہارا یہی نام ہے تاکہ ہو جائے رسول (کریم) گواہ تم پر اور تم گواہ ہو جاؤ لوگوں پر پس (اے دین حق کے علم بردارو!) صحیح صحیح ادا کیا کرو نماز اور دیا کرو زکوٰۃ اور مضبوط پکڑ لو اللہ تعالیٰ (کے دامن رحمت) کو۔ وہی تمہارا کارساز ہے۔ پس وہ بہترین کارساز ہے اور بہترین مددفرمانے والا ہے''۔

امام ابن مردویہ نے عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے حضرت عمر نے فرمایا: کیا ہم وہ پڑھتے نہیں ہے جو ہم پڑھتے ہیں وَ جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ کہا جس طرح تم نے ابتدائی زمانہ میں جہاد کیا اس طرح آخر زمانہ میں نہ ہوگا؟ میں نے کہا کیوں نہیں، پھر پوچھا اے امیر المومنین! یہ کب ہوگا؟ فرمایا جب بنوامیہ امراء ہوں گے اور بنومغیرہ وزراء ہوں گے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت مسعود بن مخرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ

1۔ مجمع الزوائد، کتاب المناقب، جلد 9، صفحہ 238 (14925)، دارالفکر بیروت

نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا پھر اسی طرح حدیث روایت کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ کا مطلب یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے جہاد کرو حتی کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ آدمی اللہ کے راستہ میں پوری طرح جہاد کرے اور تلوار چلائے۔

امام ابن ابی حاتم نے اس آیت کے تحت مقاتل سے روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ عمل میں بھرپور کوشش کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت السدی سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اطاعت کرے اور نافرمانی نہ کرے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اسکا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ گھبرائے، هُوَ اجْتَبٰىكُمْ اس نے تمہیں چن لیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت فضالہ بن عبید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجاہد وہ ہے جو اپنے آپ کو اطاعت الٰہی میں مشغول رکھتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حَرَجٍ کا مطلب تنگی ہے (یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے دین میں تنگی روا نہیں رکھی)۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ نے ابن عباس سے فرمایا: کیا ہم چوری کریں یا زنا کریں تو بھی دین میں ہم پر کوئی حرج نہیں؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا: بالکل دین میں ہم پر کوئی تنگی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ فرمایا بنی اسرائیل پر جو سختیاں تھیں وہ تم سے دور کی گئی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ اسلام میں وسعت ہے، اللہ تعالیٰ نے اس میں توبہ اور کفارات کی وسعت عطا فرمائی ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عثمان بن بشار کے طریق سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے: وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ کہ یہ آیت رمضان کے چاند کے متعلق ہے کہ جب لوگوں کو اس میں شک ہو یا حج کے چاند میں یا عید الفطر اور عید الاضحیٰ وغیرہ میں شک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر اس میں تنگی نہیں رکھی۔(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے طریق سے روایت فرمایا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حرج کے متعلق پوچھا گیا؟ تو انہوں نے فرمایا: میرے لیے ہذیل قبیلہ کا ایک فرد بلاؤ۔ پس وہ شخص آیا تو آپ نے اس سے پوچھا تم حرج کس کو کہتے ہو؟ اس نے کہا الحرجہ اس درخت کو کہتے ہیں جس کا کوئی مخرج

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 241، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 242

نہ ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حَرَجٍ وہ ہے جس میں مخرج (نکلنے کی جگہ) نہ ہو۔

امام سعید بن منصور، ابن المنذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے اپنی سنن میں حضرت عبید اللہ بن ابی یزید رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس سے الحرج کے متعلق پوچھا گیا؟ تو آپ نے فرمایا: کیا ہذیل قبیلہ کا کوئی فرد موجود ہے؟ وہاں ایک شخص موجود تھا۔ اس نے کہا میں موجود ہوں۔ حضرت ابن عباس نے پوچھا تم الحرجہ کس کو کہتے ہو؟ اس نے کہا تنگ چیز کو حَرَجٍ کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا اس آیت میں بھی حَرَجٍ کا مطلب تنگی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حَرَجٍ کا مطلب تنگی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین میں تنگی نہیں رکھی دین کو وسیع بنایا ہے۔ اُحِلَّ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ۔ اور حلال کی گئی ہیں تمہارے لیے عورتوں میں سے دو دو، تین تین، چار چار او ما ملکت ایمانکم (مائدہ:3) یا کنیزیں جن کے مالک ہوں تمہارے دائیں ہاتھ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ (مائدہ:3) (حرام کیے گئے ہیں تم پر مردار، خون اور سور کا گوشت)

امام محمد بن یحییٰ ذہلی نے الزہریات میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت عبد الملک بن مروان نے حضرت علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے اس آیت وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ کے متعلق پوچھا تو علی بن عبد اللہ نے فرمایا الحرج کا مطلب تنگی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دین میں کفارات مقرر فرمائے ہیں۔ پھر فرمایا میں نے ابن عباس کو اسی طرح فرماتے سنا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عمر بن الخطاب نے اس آیت کو پڑھا وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ پھر فرمایا: بنی مدلج کے کسی شخص کو بلاؤ۔ وہ آیا تو آپ نے پوچھا تم حَرَجٍ کس کو کہتے ہو؟ اس نے کہا تنگی کو۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے غائب ہو گئے اور نہ تشریف لائے حتیٰ کہ ہم نے یہ گمان کیا کہ اب بالکل تشریف نہ لائیں گے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو ایک لمبا سجدہ کیا۔ ہم نے گمان کیا کہ شاید آپ کی روح قبض کر لی گئی ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ سے سر اٹھایا تو فرمایا: میرے رب نے میری امت کے بارے مجھ سے مشورہ طلب کیا کہ میں ان کے ساتھ کیا سلوک کروں۔ میں نے عرض کی یا رب! جو تو چاہے، وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مجھ سے مشورہ طلب کیا۔ میں نے پھر اسی طرح جواب عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں تجھے پریشان نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی کہ میری امت میں سے سب سے پہلے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل فرمائے گا جن میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار اور لوگ ہوں گے انہیں بھی بغیر حساب کے جنت میں داخل فرمائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف پیغام بھیجا: دعا مانگو، قبول کی جائے گی، سوال کرو عطا کیا جائے گا، میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام دینے والے سے کہا میرا رب میرا سوال مجھے عطا فرمائے گا؟ اس نے کہا اس نے مجھے بھیجا اسی لیے ہے کہ وہ تجھے عطا فرمائے۔ میرے رب نے مجھے عطا فرمایا۔ یہ میں بطور فخر نہیں کہہ

رہا۔ اس نے میرے اگلے پچھلے الزام ختم فرما دیے، میں حیاء کے ساتھ چلتا ہوں، اس نے مجھے یہ عطا فرمایا ہے کہ میری امت بھوکی نہیں رہے گی اور نہ مغلوب ہو گی۔ اس نے مجھے کوثر عطا فرمایا وہ ایک نہر ہے جو حوض میں چلتی ہے۔ اس نے مجھے عزت، نصرت اور رعب عطا فرمایا جو میری امت کے آگے ایک مہینہ چلتا ہے اور اس نے مجھے یہ شرف بھی بخشا کہ میں تمام انبیاء سے پہلے جنت میں جاؤں گا۔ اس نے میرے لیے اور میری امت کے لیے مال غنیمت کو حلال قرار دیا اور ہم سے پہلے لوگوں پر جو سختیاں تھیں وہ ہم سے دور فرما دیں اور اس نے ہم پر کوئی تنگی روا نہیں رکھی۔ میں نے ان انعامات و نوازشات پر اتنا لمبا سجدہ کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے اس آیت وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تم پر دین کو تنگ نہیں فرمایا بلکہ اس نے ہر دین دار کے لیے دین میں وسعت رکھی۔ وہ چیزیں جو ممنوع فرمائیں ان کی بھی اضطرار کی حالت میں رخصت فرما دی۔ دنیا میں رخصت، ان پر رحمت ہے۔ مثلاً مقیم پر چار رکعتیں فرض فرمائیں، سفر میں انہیں دو رکعت فرما دیا اور دشمن کے خوف کے وقت ایک رکعت فرما دیا۔ پھر فرمایا جو رکوع و سجود کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ اشارے سے نماز پڑھے، جو قبلہ کی جانب رخ نہ کر سکتا ہو جس طرف ممکن ہو ادھر ہی رخ کرے۔ گناہوں اور خطا سے تجاوز فرمایا، وضو اور غسل میں رخصت رکھی، جب انسان کو پانی میسر نہ ہو تو مٹی سے تیمم کر لے۔ روزہ مقیم پر واجب فرمایا۔ مریض اور مسافر کو دوسرے ایام میں روزہ رکھنے کی رخصت عطا فرمائی۔ اور جو روزے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ ہر دن کے روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے اور حج میں بھی رخصت رکھی۔ جو شخص زاد راہ یا سواری نہ پائے، کسی اور عذر کی وجہ سے نہ جا سکتا ہو تو اس پر حج فرض نہیں ہے۔ جہاد میں بھی رخصت کا پہلو رکھا۔ جو سواری یا اخراجات نہ پائے اس پر جہاد فرض نہیں فرمایا۔ مشقت اور اضطرار کے وقت مردار، خون اور خنزیر کا گوشت بقدر کفایت کھانے کی رخصت عطا فرمائی تاکہ بھوک سے مر نہ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر رخصت اور سیر کو عام فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: مِلَّةَ اَبِيْكُمْ کا مطلب دِيْنَ اَبِيْكُمْ ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے کئی طرق کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ کے تحت روایت فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام مسلم رکھا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ کے تحت روایت فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام کتب میں تمام کا نام مسلم رکھا۔ وَفِيْ هٰذَا سے مراد قرآن ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے تمہارا نام اس کتاب میں مسلم رکھا۔ لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ یعنی رسول مکرم تم پر گواہی دے کہ اس نے تمہیں پیغام الٰہی پہنچا دیا ہے۔ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ اور تم دوسری امتوں پر گواہی دو کہ ان کے رسولوں نے انہیں پیغام الٰہی پہنچا دیا تھا۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 243، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 411 (1951)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مِنْ قَبْلُ سے مراد تورات اور انجیل ہے اور فِیْ ھٰذَا سے مراد قرآن ہے۔ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ تم امتوں پر گواہی دو کہ رسولوں نے انہیں پیغام پہنچا دیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اس امت کے علاوہ کسی امت کے لیے اسلام اور ایمان کے ساتھ ذکر نہیں کیا۔ جب کہ اس امت کے لیے ان دونوں فضیلتوں کا ذکر فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سَمّٰىكُمُ کا فاعل ابراہیم ہے۔ یعنی ابراہیم نے تمہارا نام مسلم رکھا۔ جیسا کہ ارشاد ہے ربنا واجعلنا مسلمین لك (الآیہ)۔

امام طیالسی، احمد، بخاری (نے تاریخ میں)، ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، نسائی، الموصلی، ابن خزیمہ، ابن حبان، البوردی، ابن قانع، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ (نے الشعب میں) نے حضرت الحارث الاشعری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو زمانۂ جاہلیت کی طرح آوازیں نکالے (نوحہ کرے، چیخے چلائے) تو وہ دوزخ میں سے ہے۔ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اگرچہ وہ روزہ بھی رکھے اور نماز بھی پڑھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ اللہ کے بندو! اس طرح پکارو جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام رکھا ہے، اس نے تمہارا نام مسلمین اور مومنین رکھا ہے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن یزید الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: اس نام کے ساتھ نام رکھو جو اللہ نے تمہارا نام رکھا ہے (یعنی) حنیفیہ، اسلام اور ایمان۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور اسحٰق بن راہویہ رحمہما اللہ نے اپنی مسند میں حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے دو نام رکھے گئے ہیں۔ میری امت کا ایک نام ان کے ساتھ رکھا، ایک سلام ہے، میری امت کا نام مسلمین رکھا، اور دوسرا نام مومن ہے، میری امت کا نام مومنین رکھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

1۔ شعب الایمان، باب فی التمسک بالجماعۃ، جلد 6، صفحہ 59 (7494)، دار الکتب العلمیہ بیروت